عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۷ تا ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جولائی ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۲۶

تحفظِ ختمِ نبوت کانفرنس برمنگھم

ایک جائزہ

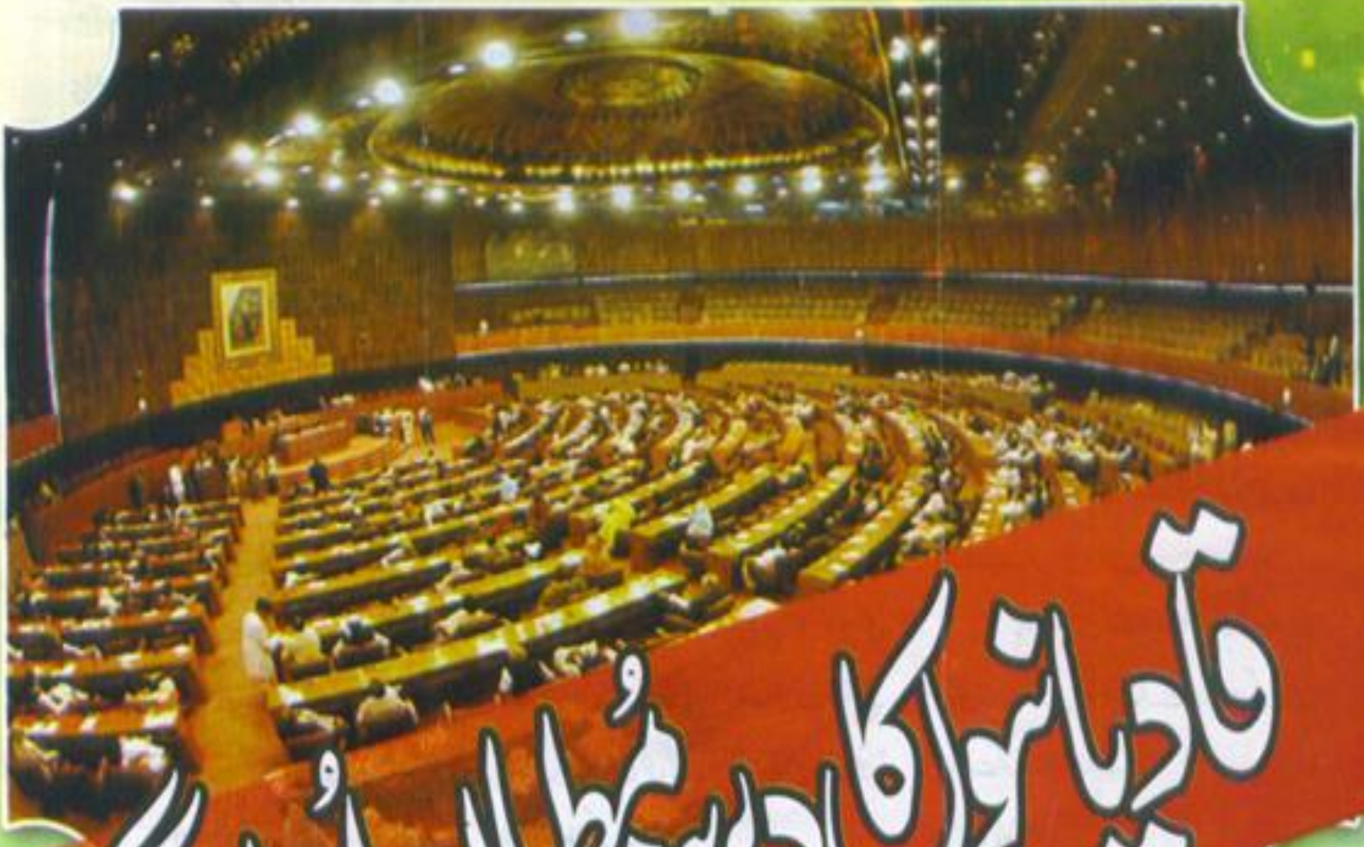

قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو گیا

مسلمان اور قادیانی کے کلمہ میں فرق

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.o
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

قادیانیوں سے تعلقات رکھنا حرام‘ ان کا مکمل بائیکاٹ اور قطع تعلق واجب ہے:

س:...... کیا احمدی فرقے کے لوگوں سے تعلقات جائز ہیں یا نہیں؟ یعنی ان کے ساتھ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا وغیرہ۔

ج:...... جو لوگ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں‘ یہ دراصل مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کے پیروکار ہیں اور یہ مرزائی اور قادیانی کہلاتے ہیں‘ یہ نہ صرف غیر مسلم ہیں‘ بلکہ زندیق ہیں‘ اس لئے کہ یہ اپنے غیر اسلامی عقائد کو اسلام باور کراتے ہیں اور اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرتے ہیں‘ ایسے لوگ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے باغی ہیں‘ اور ان کا وجود اسلامی معاشرہ میں کسی کینسر سے کم نہیں‘ اس لئے اسلامی شریعت اور قانون کی رو سے ان سے مکمل بائیکاٹ اور قطع تعلق واجب ہے‘ ان کے ساتھ میل جول‘ تعلقات رکھنا‘ ان کے ساتھ لین دین اور کھانا پینا قطعاً حرام ہے‘ جو لوگ ان کے ساتھ میل ملاپ کا تعلق رکھتے ہیں‘ وہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایذا کا باعث بنتے ہیں‘ ایسے لوگوں کو کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔

ذرا دیکھئے کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کے دشمن کے ساتھ بیٹھ کر کھانے پینے کا روادار نہیں ہے تو وہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کرنے والے بدقماشوں کے ساتھ کیونکر میل ملاپ رکھ سکتا ہے؟

قادیانی ساس سے ترک تعلق:

س:...... میری شادی خاندان میں ہوئی ہے‘ میری ساس قادیانی ہے جبکہ سسر سیّد ہیں۔ میں سیّد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ایمان رکھتی ہوں۔ ان حالات میں میرے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... اگر آپ کا شوہر مسلمان ہے تو آپ کا نکاح صحیح ہے‘ اور اگر آپ کا شوہر بھی خدانخواستہ ماں کے مذہب پر قادیانی ہے تو آپ کا اس سے نکاح ہی نہیں ہوا‘ آپ اس سے فوراً الگ ہوجائیں۔

اگر آپ کے شوہر خیر سے مسلمان ہیں تو آپ قادیانی ساس سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھیں اور ملی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے اس گھر سے الگ رہائش اختیار کریں‘ ورنہ اندیشہ ہے کہ قادیانی آپ کے بچوں کو مرتد نہ بنالیں۔

عدت کی یکطرفہ کارروائی طلاق نہیں:

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

س: ..... اگر عدالت کے ذریعے کسی عورت کو طلاق ہوجائے تو کیا اس صورت میں اس عورت کو عدت گزارنا ضروری ہے؟ واضح رہے کہ وہ شوہر سے آٹھ مہینے سے الگ رہ رہی ہے‘ یعنی اپنے والدین کے ساتھ ہے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... عدالت کی طرف سے یکطرفہ کارروائی والی خلع طلاق شمار نہیں ہوتی‘ اس لئے جب تک عدالت کے فیصلہ کی کاپی نہ دیکھی جائے اس وقت تک یہ فیصلہ مشکل ہے کہ اس خاتون کو طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟ عدت کا مسئلہ تو اس کے بعد کا ہے۔

تاہم چاہے کتنا عرصہ بھی خاتون اپنے شوہر سے جدا رہی ہو‘ جب اسے طلاق ہوگی تو اس پر عدت گزارنا لازم ہوگا۔

اس پر دم نہیں:

(انور منصور‘ جدہ‘ سعودی عرب)

س:...... میں جدہ میں مقیم ہوں‘ میں نے یہاں حج کا فریضہ بھی انجام دیا ہے۔ حج کے پہلے دن غلطی سے میں نے ایک مچھر کو ماردیا‘ کیا اس پر بھی کوئی دم ہے؟

ج:...... اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے۔

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوّت
کراچی

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۰ — ۷ تا ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق ۹ تا ۱۵ جولائی ۲۰۱۱ء — شمارہ: ۲۶

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

"اللہ اکبر" کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی!	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
تحفظ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم... ایک جائزہ	۷	مفتی خالد محمود
قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوگیا	۱۲	محمد متین خالد
عہد نبوی کا شہری نظام (۲)	۱۵	اسد اللہ خان شہیدی
مسلمان اور قادیانی کے کلمہ میں فرق	۱۸	مفتی محمد زکریا
تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں (۳)	۲۱	مولانا حذیفہ وستانوی
.... عظیم الشان ریلی کمر پار کر	۲۳	قاری احمد علی درس

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

لندن آفس:
35, Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جہنم کے اَحوال

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

سب سے آخر میں دوزخ سے نکلنے والے کا قصہ

ترجمہ:... ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا، یہ ایسا شخص ہوگا جو رینگتے ہوئے دوزخ سے نکلے گا، پس وہ کہے گا کہ: اے پروردگار! سب لوگ اپنی اپنی منازل حاصل کرچکے ہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ: جنت کی طرف جاؤ اور جنت میں داخل ہوجاؤ! وہ جنت میں داخل ہونے کے لئے جائے گا تو لوگوں کو پائے گا کہ وہ اپنی اپنی منازل حاصل کرچکے ہیں، وہ واپس آکر کہے گا کہ: اے پروردگار! لوگ تو ساری جگہیں لے چکے ہیں (اور اب وہاں گنجائش ہی نہیں)۔ اس سے کہا جائے گا کہ: تجھے وہ زمانہ یاد ہے جس میں تو رہا کرتا تھا؟ عرض کرے گا: جی ہاں! کہا جائے گا کہ: تمنا کر! (اور مانگ کیا مانگتا ہے؟) وہ (اپنے حوصلے کے مطابق) تمنائیں کرے گا، پس اس سے کہا جائے گا: تو نے جتنی تمنائیں کی ہیں وہ تجھے دی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ دُنیا سے دس گنا بڑی جنت دی جاتی ہے! وہ یہ سن کر کہے گا کہ: آپ مالک الملک ہوکر مجھ سے مذاق کرتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کا فقرہ بیان فرماکر) ہنسے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۸۳)

اس شخص کا قصہ یہاں مختصر نقل ہوا ہے، صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں بہت مفصل ہے، اس شخص کا یہ کہنا کہ: ''مالک الملک ہوکر مجھ سے مذاق کرتا ہے'' رحمتِ الٰہی پر ناز اور فرطِ مسرّت کی وجہ سے ہوگا، وہ بے چارا یہ سمجھے گا کہ جنت تو ساری بھری پڑی ہے، وہاں اتنی گنجائش کہاں کہ اتنا بڑا حصہ اس کو دے دیا جائے۔ پھر شاید یہ وجہ بھی ہو کہ وہ اتنی بڑی جنت کو اپنی حیثیت سے بہت زیادہ سمجھے۔ بہرحال یہ ادنیٰ جنتی کے ساتھ حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت و عنایت ہوگی، حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور دیگر اکابر پر حق تعالیٰ شانہٗ کی عنایتوں اور رحمتوں کا کون تصور کرسکتا ہے...؟

رحمتِ خداوندی سیئات، حسنات میں بدل دے گی

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا، ایک آدمی کو لایا جائے گا، حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ: اس کے صغیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کرو اور اس کے کبیرہ گناہ چھپا رکھو، چنانچہ اس سے کہا جائے گا کہ: تم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے تھے، اور فلاں فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے تھے؟ (یہ تمام گناہ جتانے کے بعد) اس سے کہا جائے گا کہ: تجھے ہر بُرائی کی جگہ نیکی دی جاتی ہے۔ وہ (رحمتِ الٰہی کی فراوانی کو دیکھ کر) بول اُٹھے گا کہ: یا اللہ! میں نے اور بہت سے گناہ کئے تھے جو یہاں نظر نہیں آرہے! حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کو بیان فرماکر) ہنس رہے ہیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۸۳)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اہلِ توحید میں سے کچھ لوگوں کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ جل کر کوئلہ ہوجائیں گے، پھر رحمت ان کی دستگیری فرمائے گی، پس ان کو نکالا جائے گا اور جنت کے دروازوں پر ڈالا جائے گا، اہلِ جنت ان پر پانی ڈالیں گے، پس وہ ایسے اُگیں گے جیسے سیلاب کے کوڑے میں دانے اُگتے ہیں، پھر وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۸۳)

جنت کے دروازے پر آبِ حیات کی نہر ہوگی، جس میں جہنم سے کوئلہ بن کر نکلنے والوں کو غسل دیا جائے گا، اس سے آتشِ دوزخ کے تمام اثرات دُھل جائیں گے اور ان پر جھٹ پٹ تر و تازگی کے آثار نمودار ہوجائیں گے، یہ حضرات پاک صاف ہوکر جنت میں داخل ہوں گے۔ ☆

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

’’اللہ اکبر‘‘ کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

روزنامہ ایکسپریس کی خبر کے مطابق خیبر پختونخوا بار کونسل کی تقریب میں اے این پی کے مرکزی رہنما اور صوبہ خیبر پختونخوا کے سینئر صوبائی وزیر جناب بشیر احمد بلور نے کہا ہے کہ: ’’اللہ اکبر‘‘ کا دور ختم ہو چکا، اب سائنس و ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔ اخبار میں شائع شدہ ان کا بیان ملاحظہ ہو:

’’پشاور (مانیٹرنگ ڈیسک، خبر ایجنسیاں) خیبر پختونخوا کے سینئر وزیر اور اے این پی کے مرکزی رہنما، بشیر بلور نے کہا ہے کہ اللہ اکبر کا دور ختم ہو چکا ہے اور اب سائنس و ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔ خیبر پختونخواہ بار کونسل کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا آمروں کی وجہ سے ملک میں تباہی پھیلی جن کا بویا ہوا آج کاٹا پڑ رہا ہے، وفاق اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرے۔ جب تک فاٹا اور افغانستان میں امن قائم نہیں ہوتا اس وقت تک ملک میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں تمام جنگیں آمریت کے ادوار میں لڑی گئیں جنہوں نے ملک کی معیشت کو تباہی کے دھانے تک پہنچایا۔ تقریب کے دوران ایک وکیل نے بشیر بلور سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ اللہ اکبر کا دور ختم نہیں ہوا اور وہ اپنی اصلاح کریں۔‘‘ (روزنامہ ایکسپریس کراچی، ۲۰ رجون ۲۰۱۱ء)

صوبہ خیبر پختونخوا کی مسلم عوام کا مزاج اور سوچ ہمیشہ دینی، مذہبی اور اسلامی شعائر سے محبت و تعلق، اسلام پر عمل کرنے اور اسلام سے وابستگی کی رہی ہے۔ اسی بنا پر یہاں کی عوام دینی مدارس، مساجد، دین کی تعلیم پانے والے طلبا اور علماء سے محبت اور ان کا احترام کرتی ہے، یہ بات کمیونسٹ ذہن کے لوگوں اور دین بیزار لیڈروں کو ناگوار گزرتی ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے آئے دن ان پر الزام تراشی کرتے رہتے ہیں۔ دین دار لوگوں کو بنیاد پرست، انتہا پسند، شدت پسند، تنگ نظر، تاریک خیال سے لے کر دہشت گرد تک ’’خطابات، والقابات‘‘ سے نوازا گیا۔ پاکستان کی تاریخ بتاتی ہے کہ یہاں جو بھی اقتدار میں آیا، اس نے اپنے آپ کو ’’عقل کل‘‘ اور اپنے سیاسی مخالفین و معاندین کو ’’بے عقل‘‘ اور جاہل مطلق سمجھا اور کہا کہ کچھ یہی حال جناب بشیر احمد بلور اور ان کی پارٹی کے رہنماؤں کا رہا ہے۔

ان کے آقاؤں کی طرف سے اس سے بڑھ کر، دین دینی شعائر، اسلام، قرآن اور مسلمانوں کے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کی توہین و تنقیص کی گئی، لیکن ان نام نہاد اقتدار کے بھوکوں اور پجاریوں نے اپنی زبان سے ایک لفظ تک ان کی مذمت میں کبھی نہیں نکالا، اب غلامانہ ذہن رکھنے والوں کی اتنی جرأت بڑھ گئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت وسطوت کے مقابلہ میں سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور اور غلبہ مانا جا رہا ہے۔ ان غریبوں اور مسکینوں کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ جس سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی پر یہ ناز کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی کے ذریعہ اس سے زیادہ ترقیوں اور کامیابیوں کا اعلان چودہ سو سال پہلے کر چکے ہیں۔ اپنی طرف سے مزید کچھ لکھنے کی بجائے روزنامہ ’’امت‘‘ میں شائع شدہ جناب یعقوب غزنوی کا کالم جو ہمارے دل کی آواز ہے، اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

’’عوامی نمائندگی کے دعویدار اقتدار کے نشے میں اتنے مدہوش اور حواس باختہ ہو چکے ہیں کہ ان کا اپنے زبان و بیان پر کنٹرول بھی ختم ہو چکا ہے۔ اختیارات کے زعم میں چرب زبانی کرتے ہوئے انہیں یہ شائبہ تک نہیں گزرتا کہ وہ کیا کفریہ الفاظ بول رہے ہیں اور اس کا رد عمل کتنا سنگین ہو سکتا ہے؟ امریکی نوازی میں اتنا آگے بھی نہ جایا جائے کہ پلٹنے کا راستہ بھی نہ ملے۔

صوبہ خیبر پختونخوا کے سینئر وزیر بشیر بلور ایسے ہی حواس باختہ اشخاص کی فہرست میں شامل ہیں۔ ثبوت کے لئے خیبر پختون بار

ایسوسی ایشن کے اجلاس میں دیا گیا ان کا وہ کفریہ بیان ہی کافی ہے جس میں موصوف نے علی الاعلان کہا کہ ''اللہ اکبر کا دور ختم ہو چکا، اب سائنس وٹیکنالوجی کا زمانہ ہے'' (نعوذ باللہ) خدا جانے بشیر بلور یہ بیان داغ کر کے خوش کرنا چاہتے تھے یا پھر کس کی آشیر انہیں درکار تھی، ہمیں اس سے کچھ لینا دینا نہیں۔ افسوس صرف اس بات کا ہے کہ دوقومی نظریئے کی بنیاد پر وجود میں آنے والی مملکت کی باگ ڈور آج ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے جنہیں صرف مادی ضروریات سے سروکار ہے، جو اس کائنات کے تخلیق کار کے بڑے پن سے ہی انکاری ہیں۔ بشیر بلور اتنے پڑھے لکھے تو ہوں گے کہ وہ اللہ اکبر کے معنی جانتے ہوں، وہ اللہ کی بڑائی سے موازنہ کرتے ہوئے سائنسی ترقی کو اولیت دیتے ہیں تو ان سے زیادہ کم عقل کوئی اور نہ ہوگا، کیونکہ جدید سائنسی ترقیات آج جن شواہد کا پردہ چاک کر رہی ہیں وہ سب تو پندرہ سو سال قبل پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی تابع ہیں۔ رب کریم کی اتاری ہوئی کتاب حکمت (قرآن) میں جن چیزوں کی نشاندہی کی گئی ہے، کیا جدید سائنس نے اس کی تائید نہیں کی؟ بشیر بلور کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مالک کل نے یہ کائنات تخلیق کی تھی، اس وقت بھی اللہ اکبر کا ہی دور تھا اور مخدوش سے مخدوش دنیاوی حالات میں قیامت بپا ہونے تک اور پھر مر کر دوبارہ جی اٹھنے پر بھی اللہ اکبر کا ہی دور دورہ رہے گا۔ کوئی اگر اس بات سے انکاری ہے تو اس کی یہ خام خیالی ہے یا پھر دوسری صورت میں وہ دائرہ اسلام سے ہی خارج ہے۔ کیونکہ اللہ کی وحدانیت اور اس کی بڑائی تسلیم کئے بنا کسی مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

حیرت اس امر پر ہے کہ بشیر بلور کی اس ہرزہ سرائی پر مذہبی رہنما اور ان کی جماعت کی اکثریت نے بھی احتجاج سے حتی الامکان گریز کیا ہے۔ کیوں؟ آفرین ہے تو اس وکیل پر جس نے بھری محفل میں بشیر بلور کو ان کی غلطی کا احساس دلاتے ہوئے ان کے بیان سے اختلاف کیا اور برسر محفل کہا کہ اللہ اکبر کا دور ختم نہیں ہوا، بلور صاحب کو چاہئے کہ وہ اپنی اصلاح کریں۔ بلور صاحب کی ہرزہ سرائی پر ایک روز بعد خیبر پختون اسمبلی میں آواز اٹھی اور اپوزیشن نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا تو موصوف نے بازی گر سیاست دانوں کی طرح قلابازی کھاتے ہوئے حسب سابق کہا کہ ان کا بیان غلط انداز میں رپورٹ ہوا ہے۔ معاملے کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے انہوں نے وضاحتی بیان دیا کہ میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اللہ کی ذات سب سے بڑی اور کبریائی والی ہے۔

بلور صاحب کا اسمبلی اجلاس میں اسپیکر اور بعض دوسرے ارکان اپوزیشن کو مطمئن کرنے کیلئے دیا جانے والا بیان شاید تسلیم بھی کر لیا جائے، لیکن جو کچھ بلور صاحب ایک روز پہلے کہہ چکے اس پر انہیں کفارہ ضرور ادا کرنا چاہئے (اگر وہ خود کو ایک سچا مسلمان سمجھتے ہیں جیسا کہ انہوں نے اسمبلی فلور پر بھی کہا کہ میرا ایمان ہے کہ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا)۔ ادھر سینیٹ آف پاکستان کے اجلاس کے دوران بھی بشیر بلور کے بار اجلاس میں کفریہ کلمات پر بعض ارکان نے شدید اعتراض کرتے ہوئے اسے پاکستان کے ۱۸ کروڑ عوام کی دل آزاری قرار دیا۔ مسلم لیگ (ن) کے سینیٹر مشاہد اللہ خان نے نکتہ اعتراض پر بشیر بلور کے بیان کے حوالے سے کہا کہ یہ بیان کسی مسلمان کا نہیں، کمیونسٹ ہی کا ہو سکتا ہے۔ اس پر اے این پی کے الیاس بلور سے کچھ نہ بن پڑی تو الٹا انہوں نے مشاہد اللہ خان کو آڑے ہاتھوں لیا اور فرمان جاری کیا کہ آپ جتنے بڑے مسلمان ہیں وہ ہمیں بخوبی معلوم ہے۔ اگر الیاس بلور اس موقع پر اپنے پارٹی بھائی کی غلطی پر معذرت کرتے تو کیا ان کا امیج بہتر نہ ہوتا؟ مگر کیا کیا جائے کہ ہمارے سیاست دانوں میں مذہب کے حوالے سے بھی بات کرتے ہوئے رواداری کا فقدان پایا جاتا ہے۔

بشیر بلور کی اس سنگین گستاخی پر جماعت اسلامی پشاور کے نائب امیر مشتاق احمد خان اور سابق صوبائی وزیر امان اللہ حقانی اور دیگر نے ردعمل ظاہر کرتے ہوئے جو بات کہی ہے، وہ سو فیصد میرے ابتدائی سطور پر بیان کئے گئے موقف کی تائید کرتی ہے کہ امریکا نواز حکمران اپنے حواس کھو بیٹھے ہیں، چنانچہ وہ اسلام اور شعائر اسلام کا تمسخر اڑانے لگے ہیں۔ مردان سے جے یو آئی (ف) کے رکن اسمبلی حافظ اختر علی، بخت رزاق اور جماعت اسلام کے ضلعی ترجمان تاج ملوک اور تحریک انصاف کے محمد عاطف کا کہنا ہے کہ اگر بشیر بلور اللہ اکبر کے

(باقی صفحہ 27 پر)

ایک جائزہ

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، برمنگھم

مفتی خالد محمود

الحمدللہ! ۳ر جولائی 2011ء بروز اتوار کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے زیر اہتمام ۲۶ویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس انگلینڈ کے مشہور شہر برمنگھم کی مرکزی جامع مسجد سینٹرل مسجد بیلگریو روڈ پر اپنی سابقہ روایات کے مطابق شان و شوکت سے منعقد ہوئی، جس میں ختم نبوت کی اہمیت، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، فتنہ قادیانیت کی تردید، ناموس رسالت کے تحفظ اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں، مسلمان بچوں کی تعلیم وتربیت جیسے اہم موضوعات پر علماء کے بیانات ہوئے۔

اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے اس کلمہ کے دو جز ہیں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف واقرار۔ اور اس اعتراف واقرار کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مدعی الوہیت کا وجود ناقابل برداشت ہے اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کا بساط نبوت پر قدم رکھنے کی جرأت کرنا بھی لائق تحمل نہیں یہی "عقیدہ ختم نبوت" کہلاتا ہے جس پر صدر اول سے آج تک امت مسلمہ قائم رہی ہے۔

جو لوگ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ایمان واقرار سے سرشار ہو کر نور ایمان سے منور ہو چکے ہیں اور اسلامی برادری کا حصہ ہونے پر فخر کرتے ہیں ان پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ مشرکوں کی سرکوبی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے خلاف بھی سینہ سپر ہو جائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹے طلسم کو پاش پاش کر کے رکھ دیں۔ اسی ذمہ داری کا نام "تحفظ ختم نبوت" ہے۔

چونکہ اس عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ دین کی اساس اور بنیاد ہے کیونکہ عقیدہ ختم نبوت ہے تو ہمارا دین محفوظ ہے، عقیدہ ختم نبوت ہے تو قرآن محفوظ ہے، عقیدہ ختم نبوت ہے تو دین کی تعلیمات محفوظ ہیں، اگر یہ عقیدہ باقی نہیں رہتا تو پھر نہ دین باقی رہے گا، نہ اس کی تعلیمات اور نہ قرآن باقی رہے گا کیونکہ بعد میں آنے والے ہر نبی کو دین میں تبدیلی، تنسیخ کا حق ہوگا۔ اس لیے اس عقیدہ پر پورے دین کی عمارت قائم ہے، اسی میں امت کی وحدت کا راز مضمر ہے۔

عقیدہ ختم نبوت اس اُمت کی بقا کا ضامن ہے

جب تک یہ ختم نبوت کا عقیدہ موجود ہے یہ اُمت، اُمت رہے گی اگر یہ عقیدہ نہ رہا تو پھر یہ اُمت بھی نہیں رہے گی بلکہ اُمتیں جنم لیں گی اور اُمتیں بھی کیا گروہ اور جماعتیں بنیں گی، ایک کھیل تماشا ہوگا، آئے دن کسی گوشہ اور کونہ سے ایک نبی اٹھے گا، ایک ایک شہر سے کئی کئی نبی اُبھریں گے، ان میں منافست چلے گی ہر ایک اپنے دعویٰ کو موثر بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا اور اپنے ماننے والوں کی تعداد بڑھائے گا اور پھر ان میں مقابلہ بازی ہوگی اور اس طرح اس اُمت کا اُمت پنا ختم ہو جائے گا اسی لیے علامہ اقبال نے یہ حقیقت واشگاف الفاظ میں بیان کی۔

"دین وشریعت تو قائم ہیں کتاب وسنت سے، دین وشریعت کی بقا اور دین وشریعت کا استمرار اور وجود مربوط ہے کتاب وسنت سے، جب تک کتاب وسنت ہے، دین باقی ہے، دین وشریعت باقی ہے، لیکن اُمت کی بقا ختم نبوت کے عقیدے سے ہے۔"

(بحوالہ خطبات مفکر اسلام، جلد۵، صفحہ۱۰۹)

یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نے اس عقیدہ میں نقب لگانے کی کوشش کی یا اس مسئلہ سے اختلاف کرنے کی کوشش کی اسے امت مسلمہ نے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا اس لیے ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین کا ہی ایک حصہ ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہے۔ اور امت نے ہر دور میں اپنا یہ فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی میں کسی کوتاہی اور غفلت کی مرتکب نہیں ہوئی۔

امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی ماننا یہ گوارا نہیں ہوسکتا، نہ ہی میرے اللہ کو یہ گوارا ہے دنیا میں کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو خدا کا شریک بتاتے اور بناتے ہیں مگر اللہ ان کی اسی طرح پرورش کرتا ہے جس طرح وہ اپنے وحدہ لاشریک ماننے والوں کی پرورش کرتا ہے، اس کا غضب

پوری طرح کبھی ان پر نازل نہیں ہوا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک بنانے والے کو خدا نے کبھی معاف نہیں کیا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا وہ کبھی نہیں پھولا پھلا۔" (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۲۰۰)

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری دور میں سب سے پہلے جھوٹے مدعیان نبوت کا خاتمہ کر کے امت کے سامنے اس کام کا عملی نمونہ پیش کیا چنانچہ یمن میں عبہلہ نامی ایک شخص جس کو اسود عنسی کہا جاتا تھا، نے سب سے پہلے ختم نبوت سے بغاوت کر کے اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو اس سے قتال و جہاد کا باقاعدہ تحریری حکم صادر فرمایا اور بالآخر حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خنجر نے اس جھوٹی نبوت کا آخری فیصلہ سنا دیا۔

ختم نبوت کا دوسرا غدار مسیلمہ کذاب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نے نبوت محمدی میں شرکت کا دعویٰ کیا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تلوار حضرت خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو اس کی سرزنش کے لیے بھیجا بالآخر ایک معرکۃ الآراء جنگ ہوئی اور مسیلمہ کذاب کو اس کے بیس ہزار امتیوں کے ساتھ حدیقۃ الموت کے راستہ جہنم کے سفر پر روانہ کر دیا گیا۔ (حدیقۃ الموت اس باغ کا نام ہے جہاں مسیلمہ کذاب کی موت واقع ہوئی)۔ صرف اس ایک معرکہ میں مسلمانوں نے تحفظ ختم نبوت کے لیے بارہ سو صحابہ کرامؓ کی شہادت کا نذرانہ پیش کیا جن میں ستر بدری صحابہ کرامؓ اور سات سو سے زیادہ وہ صحابہ کرامؓ تھے جو قرآن کریم کے ماہر تھے اور قراء کہلاتے تھے۔ اتنی بڑی قربانی تمام غزوات اور سرایا میں نہیں دی گئی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جتنی جنگیں لڑی گئیں، غزوات اور سرایا ملا کر ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی کل تعداد ۲۵۹ ہے۔

غرضیکہ امت نے کبھی کسی جھوٹی نبوت کو برداشت نہیں کیا، جھوٹے نبیوں کے استیصال اور خاتمہ کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کی، ہر طرح کا ظلم برداشت کیا آگ میں کودنا قبول کیا مگر جھوٹی نبوت کو پنپنے نہیں دیا۔ ابومسلم خولانی کو اسود عنسی نے اپنی نبوت کے نہ ماننے پر آگ میں ڈالا مگر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح گلزار بنا دیا۔

امت مسلمہ نے ایک ایک عضو اپنا کٹوانا گوارا کیا مگر جھوٹی نبوت کا انکار کیا۔ مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب بن زیدؓ سے اپنی نبوت کا اقرار کرانا چاہا مگر انہوں نے بار بار انکار کیا، وہ بدبخت ایک ایک عضو کاٹتا رہا بالآخر انہیں شہید کر دیا مگر حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ سے اپنی نبوت کا اقرار نہ کرا سکا۔

پوری تاریخ اسلام گواہ ہے کہ جس کسی نے بھی جب کبھی یہ گستاخی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی، امت نے نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہیں کیا بلکہ اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک کہ اسے کاٹ کر جسد ملت سے علیحدہ نہیں کر دیا۔

انیسویں صدی عیسوی میں اسلامی ممالک خصوصاً ہندوستان میں دماغی بے چینی اور ذہنی کشمکش اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی، ہندوستان میں بیک وقت مغربی و مشرقی تہذیبوں، اسلام و مسیحیت اور قدیم وجدید نظام تعلیم میں معرکہ کارزار گرم تھا۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں مسیحی پادری اپنی تبلیغی کوششوں میں سرگرم عمل تھے، ۱۸۵۷ء کی آزادی کی کوشش ناکام ہو چکی تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دماغ مفلوج اور شکست کے صدمہ سے ان کے دل زخمی تھے۔

انگریز نے مسیحی مشنریوں کے ساتھ جگہ جگہ فتنوں کے جال پھیلا دیئے تھے، فرقہ واریت کو خوب ہوا دی گئی تھی، اس کی ہر ممکن کوشش تھی کہ کسی طرح مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کر دیا جائے، ان کے عقائد پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ مسلمانوں خصوصاً نئی نسل کے دل و دماغ کے سانچے بدل جائیں اگر ان کے ذہن کفر و شرک کو قبول نہ کر سکیں تو کم از کم خالص اسلامی بھی نہ رہیں اور دین و مذہب سے بیزاری اور نفرت کا جذبہ ان میں پیدا ہو جائے۔

انیسویں صدی کے آخر میں بے شمار فتنوں کے ساتھ ایک بہت بڑا فتنہ ایک جھوٹی اور خود ساختہ نبوت قادیانیت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جس کی تمام وفاداریاں انگریزی طاغوت کے لیے وقف ہو گئیں، انگریز کو بھی ایسے ہی خاردار خود کاشتہ پودے کی ضرورت تھی جس میں الجھ کر مسلمانوں کا دامن اتحاد تار تار ہو جائے اس لیے انگریزوں نے اس خود کاشتہ پودے کی خوب آبیاری کی۔ اس فرقہ کے مفادات کی حفاظت بھی انگریزی حکومت سے وابستہ تھی۔ اس لیے اس نے تاج برطانیہ کی بھرپور انداز میں حمایت کی، ملکہ برطانیہ کو خوشامدی خطوط لکھے، حکومت برطانیہ کے عوام میں راہ ہموار کرنے کے لیے حرمت جہاد کا فتویٰ دیا، چاپلوسی کے وہ گھٹیا اور پست طریقے اختیار کیے جس سے مرزا غلام احمد ملعون کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ فتنۂ قادیانیت کی سنگینی اور اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کے لیے آنحضرت ﷺ کی دو بعثتوں کا نظریہ ایجاد کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک بار تو چھٹی صدی عیسوی میں مکہ میں مبعوث ہوئے تھے اور دوسری

مرتبہ (نعوذ باللہ) مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں قادیان کی ملعون بستی میں۔ کی بعثت کا دور تیرھویں صدی ہجری پر ختم ہوگیا اور اب چودھویں صدی سے قیامت تک قادیانی بعثت ونبوت کا دور ہوگا۔ اس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے آنحضرت ﷺ کی بعثت کو تیرھویں صدی کے بعد کالعدم قراردے کر خاتم النبیین کا منصب خود سنبھال لیا۔ اور آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات مخصوصہ کو اپنی جانب منسوب کرنے کے لیے قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بے دریغ تحریف کرڈالی۔ اسلامی عقائد کا مذاق اڑایا، انبیاء علیہم السلام کو فحش گالیاں دیں، تمام اُمت مسلمہ کو گمراہ اور کافر ومشرک قرار دیا۔ قصر اسلام کو منہدم کرکے ''جدید عیسائیت'' کی بنیاد رکھی۔ انگریز کی ابدی غلامی کو مسلمانوں کے لیے فرض وواجب قرار دیا، مسئلہ جہاد کو حرام اور منسوخ ٹھہرایا اور مجاہدین اسلام کو منکر خدا قراردیا۔ جن لوگوں کو قادیانیت کی گہرائی کا علم نہیں، اور وہ اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں، انہیں اس فتنہ کی شدت کا احساس نہیں ہوسکتا، واقعہ یہ ہے کہ صدر اول سے لے کر آج تک جتنے فتنے پیدا ہوئے ان سب کی مجموعی فتنہ پردازی بھی فتنہ قادیانیت کے سامنے شرمندہ ہے۔ اگر ملاحدہ وزنادقہ اور مدعیان نبوت ومہدویت کی تحریفات کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں قادیانی تحریفات کو جگہ دی جائے تو یقین ہے کہ قادیانی تحریفات کا پلڑہ بھاری رہے گا۔'' (تحفہ قادیانیت، صفحہ ۱۶، جلد دوم)

اس حقیقت کو علامہ اقبالؒ نے بھی بیان کیا ہے:

''قرآن کریم کے بعد نبوت ووحی کا دعویٰ تمام انبیاء کرام کی توہین ہے، یہ ایک ایسا جرم ہے جس کو کبھی معاف نہیں کیا جاسکتا، ختمیت کی دیوار میں سوراخ کرنا دینیات کے تمام نظام کو درہم برہم کردینے کے مترادف ہے قادیانی فرقہ کا وجود عالم اسلام، عقائد اسلام، شرافت انبیاء، خاتمیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کاملیت قرآن کے لئے قطعاً مضر ومنافی ہے۔''

(فیضان اقبال، صفحہ ۳۲۵)

اسی لیے جب قادیانیت کا فتنہ اٹھا تو اس کے مقابلہ کے لیے علماء حق اور ملت کا درد رکھنے والے میدان عمل میں اترے اور اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔ پاکستان بننے کے بعد قادیانی فتنہ بھی پاکستان پہنچا اور چنیوٹ کے قریب ایک جگہ لے کر وہاں شہر بسایا اور اس کا نام ربوہ رکھا، امیر شریعت مولانا عطاء اللہ بخاری اور ان کے رفقاء نے بھی اس فتنہ کا تعاقب جاری رکھا اور حضرت امیر شریعت کی سربراہی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جماعت وجود میں آئی۔ اس جماعت کے تحت ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی۔ جسے بزور طاقت کچل دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۷۴ء میں تحریک چلی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ہوا اور پوری قوم اس پر متحد ہوگئی، یہ مطالبہ زور پکڑتا گیا یہاں تک کہ آئین میں متفقہ ترمیم ہوئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم قرار دینے کا مطالبہ 1974ء کی تحریک میں ہی پہلی مرتبہ نہیں کیا گیا بلکہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ قادیانی علیحدہ امت اور علیحدہ قوم ہے اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ مطالبہ علامہ اقبال مرحوم نے کیا تھا، علامہ اقبال کو حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے فیضان صحبت نے قادیانیوں کے خلاف ایک شعلہ جوالہ بنادیا تھا، فتنہ قادیانیت کی سنگینی نے ان کو بے چین کررکھا تھا اور وہ اس فتنہ کو اسلام کے لیے مہلک اور وحدت ملت کے لیے مہیب خطرہ تصور کرتے تھے، ان کی تقریر وتحریر میں قادیانی ٹولے کو ''غداران اسلام'' اور ''باغیان محمد'' سے یاد کیا جاتا تھا، علامہ اقبال کا قادیانیوں کو بھی اور اس وقت کی حکومت کو درج ذیل مشورہ تھا:

''میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں، یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔'' (حرف اقبال ص: ۱۴۷)

''میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے، ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کردیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ منظور نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کررہی ہے، کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا، اب وہ قادیانیوں سے ایسے

مطالبہ کے لیے کیوں انتظار کر رہی ہے؟''

(حرف اقبال ص:۱۳۸)

اور صرف یہی نہیں کہ مسلمان انہیں علیحدہ ایک قوم سمجھتے رہے اور ان کی علیحدہ حیثیت کا مطالبہ کرتے رہے بلکہ خود قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم سمجھتے ہیں اور وہ تمام مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمد کو نہیں مانتے اپنے سے علیحدہ سمجھتے ہیں اور انہیں کافر قرار دیتے ہیں اور یہ کہ ان سے تعلق رکھنا، ان میں شادی بیاہ کرنا، ان کے ساتھ نماز پڑھنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا محمود اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے:

''حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں) کا اسلام اور ہے ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور، اسی طرح ہر بات میں ان سے اختلاف ہے۔''

''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔''

(خطبہ مرزا محمود الفضل قادیان، جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

اور مرزا بشیر اپنی کتاب کلمۃ الفصل کے صفحہ 169 پر لکھتا ہے:

''غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں: ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے......اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناتہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔''

اور خود قادیانیوں نے غیر منقسم ہندوستان میں اپنے آپ کو سیاسی طور پر بھی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

''میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کیے جائیں جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کیے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی کیے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کردو، اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔''

(مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ ''الفضل'' ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء)

۱۹۷۴ء میں جب قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دے کر اس موضوع پر غور کرنے کے لیے کہا گیا اور قادیانیوں اور لاہوریوں دونوں کو اپنی صفائی کا موقع دیا گیا اور ان پر اٹارنی جنرل کے ذریعہ جرح ہوئی اور جب اٹارنی جنرل نے یہ سوال کیا کہ آپ ان لوگوں کو جو مرزا کو نبی نہیں مانتے کافر کہتے ہیں؟ اس کے جواب میں مرزا ناصر نے بہت تال مٹول سے کام لیا اور بالآخر یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوا کہ ہاں ہم مرزا کو نبی نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ سوالات تو بہت ہیں مگر آخری سوالات یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

☆......چیئرمین: مرزا صاحب! آپ صاف بتائیں کہ مرزا کا منکر مسلمان ہے یا نہیں؟ جب مرزا کو مانے بغیر بھی آدمی مسلمان ہے تو مرزا کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر اس کے مانے بغیر آدمی مسلمان نہیں تو آپ صاف بتائیں۔

☆......مرزا ناصر: مرزا کے نہ ماننے والے مسلمان نہیں ہیں۔

☆......اٹارنی جنرل: سارے غیر احمدی مسلمان نہیں؟

☆......مرزا ناصر: سارے کیسے؟

☆......اٹارنی جنرل: ہر وہ شخص جو موسیٰ کو مانتا ہو پر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے پر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے، پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ (''کلمۃ الفصل'' ص 110) یہ آپ حضرات کی کتاب ہے۔ مطلب ہے کہ غیر احمدی سارے کے سارے؟

☆......مرزا ناصر: جی ہاں! جن پر اتمام حجت ہو چکا اور نہیں مانا وہ سارے۔

☆......اٹارنی جنرل: سارے غیر احمدی جن پر اتمام حجت ہو چکا کافر ہیں؟

☆......مرزا ناصر: کہہ دیا ہے کتنی دفعہ کہلوائیں گے۔

☆......چیئرمین: ٹھیک ہے آگے چلیے۔

اس لئے مسلمان یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب تھے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور علماء کرام کی لاج رکھی اور وہ اپنا مطالبہ حکومت سے منوانے اور قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں کامیاب ہوئے۔

''بعض لوگ اسے بھی دیگر فرقوں کی طرح ایک اسلامی فرقہ سمجھ کر اس فتنہ کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں شاید ان کی نظر سے قادیانی لٹریچر نہیں گزرا اور نہ وہ بھی اس سوچ کے حامل نہ ہوتے، حقیقت یہ ہے کہ وہ متوازی اُمت اور ایک مستقل دین کی داعی ہے یہاں نبی کے مقابلے میں نبی کو کھڑا کیا گیا بلکہ اسے دوسرے انبیاء سے حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل قرار دیا، شعائر کے مقابلہ میں شعائر، مقامات مقدسہ کے مقابلہ میں مقامات مقدسہ، کتاب کے مقابلہ میں کتاب، افراد کے مقابلہ میں افراد ہر چیز کا بدل انہوں نے مہیا کیا، چنانچہ نبی کے مقابلہ میں نبی اور اس جھوٹے نبی کے ماننے والوں کو صحابہ کا درجہ دیا گیا، اس کی بیویوں کو امہات المومنین کہا گیا، مکہ اور مدینہ کے مقابلہ میں قادیان کو ارض حرم اور مکۃ المسیح قرار دیا، حج کے مقابلہ میں قادیان حاضری کو حج سے زیادہ ثواب قرار دیا، قرآن کریم کے مقابلہ میں ''تذکرہ'' نامی کتاب کو پیش کیا غرضیکہ ایک ایک چیز میں اختلاف کیا اور صرف اختلاف نہیں بلکہ مقابلہ کیا۔''

قادیانی فتنہ چوں کہ ہندو پاک میں اٹھا اور وہیں پروان چڑھا اس لیے اس کی سنگینی کو وہاں کے علماء زیادہ سمجھتے ہیں اس لیے اس کانفرنس کی تیاری کے لیے پاکستان سے مبلغین ختم نبوت، کانفرنس کے انعقاد سے دو ماہ قبل ہی انگلینڈ پہنچ جاتے ہیں اور شہر شہر جا کر وہاں کی مساجد میں اس فتنہ کی سنگینی، مرزا کے کفریہ عقائد اور قادیانیوں کے مکر و فریب اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کی سازشوں سے آگاہ کرتے ہیں اور کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ مقامی علماء و خطباء خصوصاً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمائے برطانیہ کے ذمہ داران و کارکنان ان مبلغین کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہیں اور خود بھی مسلمانوں کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دینے کے لیے بھرپور محنت اور جدوجہد کرتے ہیں۔

کانفرنس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ برطانیہ کے علاوہ بیلجیم، جرمنی اور دیگر یورپی ممالک کے علما بھی کثیر تعداد میں شرکت کر کے کانفرنس سے خطاب کرتے ہیں جب کہ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے علماء بھی کثیر تعداد میں شریک ہو کر کانفرنس کی سرپرستی فرماتے ہیں۔

چوں کہ یہ کانفرنس برمنگھم میں بیلگریو روڈ پر واقع سینٹرل مسجد میں ہوتی ہے، اس لیے وہاں کے مسلمان اس کانفرنس کے میزبان ہوتے ہیں اور وہ میزبانی کا خوب حق ادا کرتے ہیں۔ نیز اس کانفرنس کی تیاری اور اس کے انعقاد کے لیے بھی بھرپور محنت کرتے ہیں۔ مسجد عمر، مسجد حمزہ اور دیگر مساجد کے علماء اور مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء برطانیہ کے کارکنان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی یہ سالانہ کانفرنس کی دو نشستیں منعقد ہوتی ہیں۔ پہلی نشست صبح دس بجے سے ایک بجے تک جبکہ دوسری نشست ظہر کے بعد دو بجے سے سات بجے تک منعقد ہوئی۔

اس کانفرنس میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن، جمعیت علماء ہند کے امیر مولانا سید ارشد مدنی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیران مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، راقم الحروف (مفتی خالد محمود)، قاری فیض اللہ چترالی، حافظ محمد ایوب، منظور احمد راجپوت ایڈوکیٹ، جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم صاحب اور دیگر علماء کرام کے خصوصی خطابات ہوئے۔ جن کی تفصیلات انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔☆☆

اظہار تعزیت

کراچی.... اکابرین ختم نبوت سے عقیدت و محبت رکھنے والے بزرگ شیخ وہاب الدینؒ کے بڑے صاحبزادے شیخ ریاض الدین تقریباً پچپن برس کی عمر پا کر گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کچھ عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ گردوں کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ علاج معالجہ جاری تھا کہ وقت موعود آپہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے۔ شیخ صاحبؒ کا چمڑے کے بڑے سوداگروں میں شمار ہوتا تھا۔ سالہا سال تک مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی چرم قربانی بھی اٹھاتے رہے۔ نہایت منکسر المزاج اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ مجلس کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سید انوار الحسن، عبداللطیف طاہر، مولانا محمد طیب لدھیانوی، حافظ عتیق الرحمٰن لدھیانوی اور دیگر رہنماؤں و کارکنان ختم نبوت نے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ خداوند کریم شیخ صاحبؒ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور ان کے بھائیوں، بچوں اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوگیا

محمد متین خالد

گزشتہ دنوں اسپیکر قومی اسمبلی محترمہ فہمیدہ مرزا نے اپنے خصوصی اختیارات کے تحت سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق پارلیمنٹ کے بند کمرے کے اجلاس میں ہونے والی بحث کے ریکارڈ کو ۳۶ سال بعد اوپن کرنے کی منظوری دے دی ہے، جبکہ اسامہ بن لادن کی شہادت کے معاملے پر پارلیمنٹ کے حالیہ بند کمرے کے اجلاس میں ہونے والی بحث سیل کر دی گئی ہے۔ قومی اسمبلی سیکریٹریٹ کے ذرائع کے مطابق بھٹو دور میں ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق پارلیمنٹ کے بند کمرے کا اجلاس تقریباً ایک ماہ سے زائد جاری رہا تھا۔ جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر ملک کی منتخب جمہوری حکومت نے متفقہ طور پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق 160(2) اور 260(3) میں اس کا اندراج کر دیا۔ معاملے کی حساسیت کے پیش نظر بحث کا تمام ریکارڈ اسی وقت سیل کر دیا گیا تھا۔ یہ شرط رکھی گئی تھی کہ اسے تیس سال سے کم کے عرصے میں اوپن نہیں کیا جائے گا۔ اسپیکر قومی اسمبلی فہمیدہ مرزا نے اب اس وقت کی بحث کے ریکارڈ کو لائبریری میں رکھنے کی منظوری دے دی ہے۔ اسمبلی ترجمان نے بتایا کہ اس وقت بحث کا تمام ریکارڈ پرنٹنگ کے مراحل میں ہے اور جلد اسے لائبریری کا حصہ بنا دیا جائے گا۔

قادیانی ۱۹۷۴ء سے لے کر اب تک یہ کہتے چلے آ رہے ہیں کہ اگر یہ کارروائی شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔ قومی اسمبلی کی یہ کارروائی اوپن ہونے سے قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوگیا۔ لیکن حیرت ہے کہ اس خبر سے قادیانیوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ہے، کیونکہ اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحیٰی بختیار مرحوم نے ایک سوال پر کہ: ”قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ روئیداد شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔“ کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ: سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ کارروائی ان کے خلاف جاتی ہے۔ ویسے وہ اپنا شوق پورا کر لیں، ہمیں کیا اعتراض ہے۔ ان دنوں ساری اسمبلی کی کمیٹی بنا دی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ یہ ساری کارروائی سیکریٹ ہوگی تا کہ لوگ اشتعال میں نہ آئیں۔ میرے خیال میں اگر یہ کارروائی شائع ہوگئی تو لوگ قادیانیوں کو ماریں گے۔“ (انٹرویو نگار منیر احمد منیر ایڈیٹر ماہنامہ ”آتش فشاں“ لاہور، مئی ۱۹۹۴ء)

سابق اٹارنی جنرل اور معروف قانون دان جناب یحیٰی بختیار نے جس لگن، جانفشانی اور قانونی مہارت سے امت مسلمہ کے اس نازک اور حساس کیس کو لڑا، قادیانی شاطر سربراہوں پر طویل اور اعصاب شکن جرح کے بعد جس طرح ان سے ان کے عقائد اور عزائم کے بارے میں سب کچھ اگلوایا، بلکہ اعتراف جرم کروایا، وہ انہی کا خاصہ ہے جس پر وہ صد ستائش کے مستحق ہیں۔ بلاشبہ ان کی یہ خدمت سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ لیکن اس کے برعکس قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کارروائی کے نتیجہ میں قومی اسمبلی کا کوئی ایک رکن بھی قادیانی نہیں ہوا، کسی رکن قومی اسمبلی نے کارروائی کا بائیکاٹ نہیں کیا، کسی نے قادیانیوں کی حمایت نہیں کی۔ اس کے برعکس نہ صرف تمام ارکان نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا بلکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کی ٹیم میں شامل ایک معروف قادیانی مرزا سلیم اختر چند ہفتوں بعد قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہوگیا۔ حالانکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر پوری ٹیم کے ساتھ مکمل تیاری سے بڑی خوشی سے قومی اسمبلی گیا۔ اس کے اسمبلی کے اندر داخل ہونے کا انداز بڑا فاتحانہ، متکبرانہ اور تمسخرانہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میں تاویلات اور شکوک و شبہات کے ذریعے اسمبلی کو قائل کر لوں گا، مگر وہ بری طرح ناکام رہا۔ قادیانی قیادت نے قومی اسمبلی کے تمام ارکان میں ۱۸۰ صفحات پر مشتمل کتاب ”محضر نامہ“ تقسیم کی جس میں اپنے عقائد کی بھرپور ترجمانی کی۔ اس کتاب کے آخری صفحہ پر ”دعا“ کے عنوان سے لکھا ہے: ”دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ معزز ارکان اسمبلی کو ایسا نور فراست عطا فرمائے کہ وہ حق و صداقت پر مبنی ان فیصلوں تک پہنچ جائیں جو قرآن و سنت کے تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔“ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قادیانیوں کی دعا قبول ہوئی تو وہ قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ قبول کیوں نہیں کرتے؟ اور اگر دعا قبول نہیں ہوئی تو وہ جھوٹے ہیں۔

قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ قومی اسمبلی کی اس کارروائی کو ان کیمرہ (خفیہ) کیوں رکھا گیا۔ یہ کارروائی اخبارات میں روزانہ کیوں شائع نہ ہوئی؟ اس سوال کا جواب قومی اسمبلی کے اس وقت کے اسپیکر جناب صاحبزادہ فاروق علی خان نے اپنے ایک انٹرویو میں دیتے ہوئے کہا:

''بحث اور کارروائی کے دوران ایسی باتوں کے پیش آنے کا بھی امکان تھا کہ اگر وہ منظر عام پر آئیں تو مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی تھی۔ قادیانی فرقوں کے رہنماؤں کو بھی بلانا تھا۔ ان کا نقطۂ نظر بھی سننا تھا۔ ظاہر ہے وہ جو کچھ کہتے، مسلمانوں کو ہرگز اتفاق نہ ہوتا، لہٰذا کارروائی خفیہ ہی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ناموس رسالت کا مسئلہ نازک اور حساس ہے۔ مسلمان جان بھی قربان کردینا ایک انتہائی معمولی بات سمجھتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی خطرناک جذباتی صورتحال سے بچنے کے لئے اس کارروائی کو خفیہ رکھنا ہی مناسب تھا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ امت کو جو والہانہ عشق ہے، اس کو زبان وقلم سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس خفیہ بحث کا فیصلہ کھلا تھا اور اس فیصلے سے ملت اسلامیہ آج تک مطمئن ہے۔'' (قومی اسمبلی کے سابق اسپیکر صاحبزادہ فاروق علی خان سے اختر کاشمیری کا انٹرویو، روزنامہ ''جنگ'' جمعہ میگزین ۳تا۹ ستمبر ۱۹۸۲ء)

قادیانی کہتے ہیں یہ ایک یکطرفہ فیصلہ تھا۔ یہ بات لاعلمی اور تعصب پر مبنی ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا فیصلہ شاید دنیا کا واحد اور منفرد واقعہ ہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ میں آکر اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کے لئے بلایا۔ جہاں اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے اس پر قادیانی کفریہ عقائد کے حوالہ سے جرح کی۔ مرزا ناصر نے اپنے تمام عقائد ونظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ لہٰذا ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے ۱۳ دن کی طویل بحث تمحیص کے بعد آئین میں ترمیم کرتے ہوئے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، لیکن قادیانیوں نے حکومت کے اس فیصلہ کو آج تک تسلیم نہیں کیا، بلکہ الٹا وہ مسلمانوں کا تمسخر اڑاتے ہیں اور انہیں سرکاری مسلمان ہونے کا طعنہ دیتے ہیں، وہ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ اس وقت ارکان اسمبلی کی اکثریت زانی اور شرابی تھی، انہیں کوئی حق حاصل نہیں تھا کہ وہ ایسا فیصلہ کرتے۔ قادیانیوں سے پوچھنا چاہئے کہ انہوں نے اس وقت اسمبلی کا بائیکاٹ کیوں نہ کیا؟ کیا انہیں وہاں زبردستی لے جایا گیا تھا؟ حالانکہ وہ تو وہاں گئے ہی اس لئے تھے کہ قومی اسمبلی جو بھی فیصلہ کرے گی، انہیں قبول ہوگا۔ عجیب بات ہے کہ اگر قادیانیوں کو پارلیمنٹ غیر مسلم اقلیت قرار دے تو وہ زانی اور شرابی، اگر سپریم کورٹ انہیں کافر قرار دے تو یہ کہنا کہ یہ تو انگریزی قانون پڑھے ہوئے ہیں، انہیں شریعت کا کیا علم؟ اور اگر علمائے کرام انہیں غیر مسلم کہیں تو یہ اعتراض کہ ان کا تو کام ہی یہی ہے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۲۰ کے تحت ہر شہری کو مذہبی طور پر آزادیٔ اظہار کا حق حاصل ہے۔ آپ کسی پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہئے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ (نعوذ باللہ) قرآن مجید میں نئے حالات کے مطابق تبدیلی کردی گئی ہے۔ اس میں سے کئی آیات، خارج کردی گئی ہیں اور کئی آیات شامل کردی گئی ہیں اور پھر وہ اس نئے قرآن کی تبلیغ وتشہیر بھی کرے تو کیا اس شخص پر پابندی لگنی چاہئے یا نہیں؟ اگر وہ یہ کہے کہ مجھے آئین کے تحت آزادیٔ اظہار کا حق حاصل ہے تو کیا اسے یہ اجازت دینی چاہئے؟ پاکستان بلکہ دنیا بھر میں ہر شخص کو کاروبار کی مکمل آزادی ہے مگر ہیروئن اور منشیات وغیرہ فروخت کرنا سختی سے منع ہے۔ کیا یہ آزادی پر پابندی ہے؟ آزادی چند حدود وقیود کے تابع ہوا کرتی ہے۔ آپ اپنا ہاتھ ہلانے میں آزاد ہیں، جب اور جس طرح چاہیں، اسے ہلا سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کے ہاتھ ہلانے سے کسی دوسرے کا چہرہ زخمی ہوتا ہے تو پھر اس کی آزادی کہاں گئی؟ لہٰذا آزادی ایک حد تک ہے۔ آزادی بے لگام یا شتر بے مہار ہوجائے تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے۔

سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور حکومت میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود قادیانی مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادت گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول، مرزا کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ کرام، قادیان کو مکہ مکرمہ، ربوہ کو مدینہ، مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث مبارکہ، مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد وحی کو قرآن مجید، محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو حکومت نے مسلمانوں کے پرزور مطالبے پر ایک آرڈیننس جاری کیا، جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ

میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ وتشہیر نہیں کرسکتا، شعائر اسلامی استعمال نہیں کرسکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ ۳ سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے اپنے خلیفہ مرزا طاہر کے حکم پر اس آرڈی نینس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ملک میں شعائر اسلامی کی توہین کی اور اس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی، جس کے نتیجے میں پاکستان کے اکثر شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا ہوئی۔ قادیانی قیادت نے اس آرڈی نینس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ قادیانیوں پر پابندی بالکل درست ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں نے چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس میں چیلنج کیا، یہاں پر بھی عدالتوں نے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد قرار دیا کہ آرڈی نینس بالکل قانون کے مطابق ہے۔ قادیانیوں کو آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے شعائر اسلامی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ آخر میں قادیانیوں نے ان تمام فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہمیں آئین کے مطابق آزادی کا حق حاصل ہے، لیکن ہمیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا عدالت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کو کالعدم قرار دے۔ سپریم کورٹ کے فل بینچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں طرف سے دلائل دیئے گئے۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے متنازعہ حوالہ جات پیش کئے گئے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار (1993 SCMR 1718) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرسکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے استاد نہیں تھے، بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین وقانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان کا یہ بھی کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں جبکہ دھوکا دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ اس سے کسی کے حقوق یا آزادی سلب ہوتی ہے۔

سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ میں لکھا:

''ہر مسلمان کے لئے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (صحیح بخاری کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان) کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟ ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہئے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہئے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہوسکتا تھا۔ اس لئے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رشدی'' (یعنی رسوائے زمانہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی جس نے شیطانی آیات نامی کتاب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے حد توہین کی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی بلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے، اور یہ چیز نقص امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے جان ومال کا نقصان ہوسکتا ہے۔''

(ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718)

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

''ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لئے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لئے القاب وخطاب بنا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار امن وامان کا کوئی مسئلہ یا الجھن پیدا کئے بغیر پرامن طور پر مناتے ہیں۔''

(ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718)

افسوس ہے کہ قادیانی آئین میں دی گئی اپنی حقیقت کو ماننے سے انکاری ہیں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اس صورت حال میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے تاکہ ملک بھر میں کہیں بھی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا نہ ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: ''قانون پر عمل درآمد ہی اصل قانون ہے۔''

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۱۸/جون ۲۰۱۱ء)

عہدِ نبوی کا شہری نظام

اسداللہ خاں شہیدی

گزشتہ سے پیوستہ

عہد نبوی کے اواخر میں مدینہ کا شہر مغرب میں بطحا تک، مشرق میں بقیع الفرقد تک اور شمال مشرق میں بنی ساعدہ کے مکانات تک پھیل چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اب وہاں مزید مکانات تعمیر کرنے سے روک دیا۔ شہری منصوبہ بندی کے ضمن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اقدام زبردست اہمیت کا حامل ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ وہی کرسکتے ہیں، جنہیں جدید صنعتی شہروں کے اخلاق باختہ اور انتشار انگیز معاشرہ کا قریبی مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہو، آپ نے شہر نو (مدینہ) کو ایک خاص حد سے متجاوز نہ ہونے دیا اور اس شہر کی زیادہ سے زیادہ حد پانچ سو ہاتھ مقرر کی اور فرمایا کہ شہر کی آبادی اس حد سے بڑھ جائے تو نیا شہر بسائیں اور آپ نے اپنی زندگی میں بھی اس اصول پر عمل کرتے ہوئے دو اقدام کئے، ایک یہ کہ اضافی آبادی کو یا تو اور زمینوں میں منتقل کرنے کا حکم جاری کیا تاکہ اس طرح ایک طرف زرعی انقلاب برپا کیا جاسکے اور دوسری طرف نئے لوگوں کی رہائش کے لئے گنجائش نکالی جاسکے، دوسری طرف یہ کہ قریظہ اور نضیر کی مفتوحہ بستیوں یا جوف مدینہ کے دیگر قریوں میں پھیلا دیا، تاکہ ایک جانب معاشرتی ناہمواریاں پیدا ہونے کے امکانات ختم ہوجائیں اور دوسری طرف صحت مند اور تعصبات سے پاک معاشرہ تخلیق کیا جاسکے، اس میں مبالغہ نہیں ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقاصد میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔ (نسائی، کتاب الصلوٰۃ)

آج کل کچھ مغربی ممالک میں ٹاؤن پلاننگ کے انہیں زریں اصولوں پر جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے آزمایا تھا، عمل کرکے معاشرتی ہیجان اور تہذیبی انتشار کی شدت کو کم کرنے میں، ایک حد تک کامیابیاں حاصل کی ہیں۔

مدینہ کی شہری ریاست:

موجودہ دور میں شہری حکومت کے مقاصد کچھ اس طرح ہوتے ہیں:

۱:... شہری گلیوں اور شاہراہوں کا بندوبست، مارکیٹوں کی تعمیر، رہائشی انتظامات۔

۲:... پینے کے پانی کی فراہمی اور تقسیم۔

۳:... گندے پانی کی نکاسی، کوڑے کرکٹ کے پھنکوانے کا بندوبست۔

۴:... تعلیم، علاج، دیگر فلاحی اداروں، کھیل کے میدانوں کا قیام۔

۵:... چمن بندی اور شہر کی خوبصورتی اور تفریح گاہوں کا انتظام۔

۶:... ان کاموں کے لئے مالی وسائل اور کاموں کا احتساب۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ہمیں بلدیاتی نظام کے بہت سے اصول ملتے ہیں، جہاں تک محکمۂ احتساب کا تعلق ہے، فارابی، ماوردی اور طوسی اسی کی موافقت میں ہیں، ماوردی نے محکمۂ احتساب کی خصوصیات کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ محکمۂ انصاف اور محکمۂ پولیس کے درمیان ایک محکمہ ہے، محتسب کا فریضہ یہ ہے کہ اچھے کام جاری کرے اور برے کاموں کو روکے۔

قرآنی اصطلاح معروف کی تین قسمیں ہیں:

۱:... حقوق اللہ،

۲:... حقوق العباد،

۳:... وہ اعمال و افعال جن کا تعلق دونوں سے ہو۔

مدینۃ النبی میں یہ کام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود انجام دیتے تھے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے بازاروں میں نکلتے تو جگہ جگہ رک کر، ناپ تول کر، پیمانہ دیکھتے، چیزوں میں ملاوٹ کا پتہ لگاتے، عیب دار مال کی چھان بین کرتے، گراں فروشی سے روکتے، استعمال کی چیزوں کی مصنوعی قلت کا انسداد کرتے، اس ضمن میں سیدنا حضرت عمرؓ، حضرت عبیدہ بن رفاعہؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابو امامہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بیان کردہ حدیثیں اصولوں کی تعیین کرتی ہیں۔

بلدیاتی نظام میں سب سے اہم سڑکوں، پلوں کی تعمیر اور دیکھ بھال کے علاوہ نئی شاہراہوں کی تعمیر اور آئندہ کے لئے ان کی منصوبہ بندی کا کام ہوتا ہے۔ بعض لوگ ذاتی اغراض کے لئے سڑکوں کو گھیر لیتے ہیں، بعض مستقل طور پر دیواریں کھڑی کرلیتے

ہیں، فقہ اسلامی میں اس کے بارے میں واضح احکام ملتے ہیں، صحیح مسلم کی ایک روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جب تم راستے میں اختلاف کروتو اس کی چوڑائی سات ہاتھ ہوگی، اس سے کم گلی بھی نہیں ہوسکتی۔“ (صحیح مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سڑکوں پر گندگی ڈالنے سے روکا ہے، آپؐ نے سڑکوں پر سے رکاوٹ کی چھوٹی موٹی چیز کو ہٹادینے کو صدقہ قرار دیا ہے، سڑکوں پر سایہ دار درخت لگانے کا حکم ہے۔ ابواللیث سمرقندیؒ اپنے ایک فتویٰ میں لکھتے ہیں کہ: ”کسی سمجھ دار آدمی کے لئے یہ بات زیبا نہیں کہ وہ راستہ پر تھوکے یا ناک صاف کرے یا کوئی ایسا کام کرے، جس سے سڑک پر پیدل چلنے والے کے پاؤں خراب ہوجائیں، اسلام کا قانون حق آسائش اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ سڑک پر کوئی عمارت بنائی جائے۔“

موجودہ دور میں ایک اہم مسئلہ ٹریفک کا ہے، اس کے بارے میں تعلیمات نبوی سے احکام ملتے ہیں، سڑکوں پر بیٹھ کر باتیں کرنے اور راستہ میں رکاوٹ کھڑی کرنے سے آپؐ نے منع کیا ہے، آپؐ نے جانوروں تک کے لئے راستہ کی آزادی برقرار رکھی ہے، مدینہ کی شہری مملکت میں پینے کے پانی کا انتظام یہودیوں سے کنوئیں خرید کر کیا گیا، قبل از اسلام مدینہ کی گلیوں میں گندے پانی کی نکاسی کا انتظام نہ تھا، بیت الخلا کا اس زمانہ میں رواج نہ تھا، لیکن مسلمانوں کی آمد کی وجہ سے جب شہروں کی آبادی بڑھنے لگی تو پھر ان مسائل کا حل تلاش کیا گیا۔

شہر میں پینے کے پانی کی بہم رسائی کا سرکاری طور پر انتظام کیا گیا، مدینہ میں پینے کے لئے میٹھے پانی کے کنوئیں اور چشمے بمشکل دستیاب ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے جوخود بھی مدینہ کی نوآبادی میں رہتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مدینہ کے لئے یہودیوں سے میٹھے پانی کا کنواں بیئر رومہ خرید کر وقف کردیا۔ (صحیح بخاری باب فضائل)

اسلام جسم وجان کی پاکیزگی اور ظاہر وباطن کی صفائی پر بہت زیادہ زور دیتا ہے، وضو، طہارت، غسل کے احکامات اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدیں بنا کر وہاں طہارت خانہ تعمیر کرنے کی ہدایت جاری کی، اسلام کے عمومی مزاج اور آپؐ کے اس فرمان کے بعد گھر گھر غسل خانے بن گئے، ہر مسجد کے ساتھ طہارت خانہ تعمیر کئے گئے۔ (ابن ماجہ)

ہمسایہ کے حقوق کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ارشادات ملتے ہیں، ان پر عمل در آمد سے انسانی معاشرہ کے کئی مسائل حل ہوجاتے ہیں، صحیح مسلم میں حضرت انسؓ بن مالک کی روایت ہے: ”کوئی مسلمان، مسلمان نہیں ہے، جب تک وہ اپنے ہمسائے کے لئے وہی بھلائی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔“

اس ایک ارشاد مقدس میں صفائی ستھرائی، صحت، شائستگی، خوش خلقی، صلح جوئی، ہمدردی، ایثار اتنی ساری باتیں آتی ہیں کہ شہری زندگی کے تمام ضوابط کی عمدگی سے پابندی ہوسکتی ہے۔

ہجرت سے قبل مدینہ میں ناجائز تصرفات عام تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سختی سے منع فرمادیا، گلی یا کوچہ کی کم سے کم چوڑائی جھگڑا ہوجانے کی صورت میں سات ہاتھ ”ذراع“ مقرر کی گئی۔ جوف مدینہ کی آبادیوں میں گلیاں عام طور پر تنگ ہوتی تھیں اس لئے مدینہ میں بھی کوچہ تنگ، مگر سیدھے تھے باوجود یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مکانات مختصر تھے، مگر عام طور پر آپؐ نے کشادہ مکانات کو پسند کیا اور فرمایا: ”خوش بخت ہے وہ شخص جس کی جائے رہائش وسیع اور پڑوسی نیک ہوں۔“ (امام بخاری، باب ادب المفرد)

حفظان صحت کا خیال رکھنا اسلامی زندگی کا بنیادی نظریہ ہے، صفائی اور پاکیزگی کو اسلام نے نصف ایمان کا درجہ دیا ہے، گھر، گھر کے باہر کا ہر مقام، اپنے جسم، اپنے کپڑوں کی پاکی کا حکم بار بار آیا ہے، مسجدوں کو پاکیزگی کے نمونے کے طور پر پیش کیا گیا ہے، سرکاری عمارتوں کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بدوی مسجد نبوی کی دیواروں پر تھوک دیتے تو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں سے اس جگہ کو صاف کرتے تھے، وضو اور غسل کا نظام، غلاظت سے صفائی کے احکام پر، چوپال، کھلیانوں کی جگہ، دریاؤں کے کنارے اور تفریح کے مقامات کو پاک صاف رکھنا حفظان صحت کے اصول کے مطابق بھی ہے اور اس میں شائستگی کا اظہار بھی ہے۔

حفظان صحت ہی کے اصول کے تحت بلدیاتی نظام میں کھانے پینے کی چیزوں کے خالص ہونے پر زور دیا گیا ہے، ملاوٹ کرنے والوں کے لئے سخت سزائیں اور عذاب کی وعید ہے، پینے کے پانی کو صاف رکھنے اور گندے پانی کی نکاسی کے احکام بھی اسی عنوان کے تحت آتے ہیں، اسی عنوان سے متعلق بیماریوں کے علاج کو سہولتیں بھی ہیں، ان میں وبائی کے خلاف حفاظتی تدابیر اور ہر وقت ان کے انسداد کی ذمہ داری شہری حکومت پر ہے۔

سایہ، چمن بندی، عوامی تفریح گاہوں کا انتظام بھی عین اسلامی تعلیم کے مطابق ہے، مثلاً سورۂ عبس میں ارشاد ربانی ہے کہ: ”ہم نے زمین سے اناج اگایا اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوے اور چارا، یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لئے بنایا ہے۔“ (عبس:۳۲)

ہجرت کے وقت مدینہ باغوں کی سرزمین کہلاتا تھا اور یہاں کے لوگ باغات کے بہت شوقین تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر اور مسجد کی تعمیر کے وقت یہ کوشش کی کہ وہاں موجود کھجور کے درختوں کو کم سے کم نقصان پہنچے، مسجد النبی کے دروازہ کے قریب کھجور کے درختوں کا ذکر کتب احادیث میں ملتا ہے، جہاں غسل خانہ اور طہارت خانہ بھی تھا اور کنواں بھی اسی جگہ تھا، مسجد النبی کے بڑے دروازہ کے بالمقابل حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کا وسیع و شاداب باغ بیرحا تھا، جہاں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تشریف لے جاتے۔ (صحیح بخاری، نسائی، ابن ماجہ)

مدینہ میں نکاسی آب کا کوئی مسئلہ درپیش نہیں آیا کیونکہ شہر اونچی ڈھلوانی جگہ پر تھا، اگر کہیں سے کوئی پہاڑی ندی، نالہ گزرتا تھا، تو وہاں بندھ کے ذریعہ عمارات اور تعمیرات کو محفوظ بنادیا گیا تھا۔

ہجرت کے بعد مدینہ میں خرید و فروخت کی سہولت کے لئے علیحدہ منڈی یا بازار بنادیا گیا، خیال یہ ہے کہ یہ منڈی بنوقینقاع کے اخراج ۳ ہجری کے بعد قائم ہوئی ہوگی، کیونکہ اس سے پیشتر عبدالرحمن بن عوفؓ اور دوسرے تجارت پیشہ مسلمان اپنا کاروبار قینقاع کے بازار میں کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

مدینے کا بازار مسجد النبی سے کچھ زیادہ فاصلہ پر نہ تھا، بازار خاصا وسیع و عریض تھا اور آخر عہد نبوی میں نہایت بارونق اور تجارتی سرگرمیوں کا مرکز بن چکا تھا، تجارت کے فروغ کے لئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے زبردست کوششیں کی، جن میں سب سے اہم آپ کا یہ فرمان تھا: ''مدینہ کی منڈی میں کوئی خراج نہیں۔'' (فتوح البلدان، بلاذری)

زمانہ جاہلیت میں قدم قدم پر محصول چنگی کی وجہ سے تجارت میں بڑی رکاوٹیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف سیاسی اور عسکری مصالح کے پیش نظر یہ حکم صادر فرمایا جو دوررس نتائج کا سبب تھا اور دراصل اس طرح آپؐ نے چنگی کی لعنت ہی ختم نہ کی بلکہ جزیرۃ العرب کی تسخیر کے بعد تمام ملک میں، مدینہ کی طرح آزادانہ درآمدات اور برآمدات کی اجازت دے کر بین الاقوامی آزاد تجارت کی داغ بیل ڈالی اور جدید تحقیقات نے اس بات کا ناقابل تردید ثبوت فراہم کردیا ہے کہ آزاد بین الاقوامی تجارت نہ صرف اقوام وملل کے لئے، بلکہ پوری نوع بشر کی مادی ترقی کے لئے ضروری ہے، جس کے ذریعہ بین الاقوامی طور پر اشیا کی قیمتیں متوازن رکھ کر عوام کو فائدہ پہنچایا جاسکتا ہے، اس طرح اقوام خوشحال بن سکتی ہیں۔

تعلیمی اداروں کا قیام:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منجملہ ان باتوں کے تعلیم پر بڑا زور دیا ہے، تاریخ اسلام میں پہلا نصاب تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ترتیب دیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت ایک چبوترہ بنا کر اسلام کی پہلی اقامتی درسگاہ کی بنیاد ڈالی تھی، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود درس دیا کرتے تھے، اپنے دور خلافت میں حضرت عمرؓ نے مسجد میں مکتب قائم کرکے ان کی نگہداشت و اخراجات کا ذمہ دار بھی حکومت کو بنایا، آج دور جدید میں شہری حکومت کی ذمہ داریوں میں تعلیم کی اشاعت اور فنون کی تربیت بھی شامل ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''علم انبیاء کا ورثہ ہے، مسلمان کو چاہئے کہ جہاں سے ملے لے لے۔''

☆☆..........☆☆

قادیانیوں کے مرکز سے غیر قانونی اسلحہ برآمد کیا جائے: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

قادیانیت سے تائب ہونے والے نومسلم طاہر منصور کے تاثرات و پریس کانفرنس

اسلام آباد (ثناء نیوز) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت چناب نگر (ربوہ) میں قادیانیوں کے مرکز سے غیر قانونی اسلحہ برآمد کرکے اپنی تحویل میں لے، وہاں کی غیر آئینی عدالتوں کے فیصلوں کو منسوخ کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے جنرل سیکریٹری قاری عبدالوحید قاسمی اور دیگر علماء نے قادیانیت سے تائب ہونے والے نوجوان طاہر منصور کے ہمراہ پریس کانفرنس کرتے ہوئے کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت سے متاثر ہوکر قادیانی نوجوان طاہر منصور نے مولانا محمد طیب کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ طاہر منصور نے کہا کہ وہ خاندانی طور پر قادیانی تھا اور قادیانی جماعت کے مختلف عہدوں پر فائز رہا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، وہ استحکام پاکستان کے دشمن ہیں، چناب نگر (ربوہ) دہشت گردوں کی پناہ گاہ ہے، وہاں چھوٹے بڑے اسلحے کی چھاؤنی ہے۔ انہوں نے حکومت اور چیف جسٹس سے مطالبہ کیا کہ میرے دو بچوں کو میرے حوالے کیا جائے۔ علماء کرام نے کہا کہ وزیر داخلہ اور ضلعی انتظامیہ طاہر منصور کو تحفظ فراہم کرے اور ان کے بچوں کو ان کے حوالے کیا جائے، اگر طاہر منصور کو کچھ ہوا تو اس کی ذمہ داری وفاقی حکومت، وزیر داخلہ، ضلعی انتظامیہ اور راولپنڈی اسلام آباد کی جماعت احمدیہ کے عہدیداروں خصوصاً خدام الاحمدیہ کے کارکنوں پر ہوگی۔ علماء کرام نے کہا کہ سوات کی طرح حکومت اپنی رٹ قائم کرنے کے لئے چناب نگر (ربوہ) میں بھی آپریشن کرے۔ چیف جسٹس وہاں کی غیر آئینی عدالتوں کا ازخود نوٹس لیں اور ان عدالتوں کو خلاف قانون قرار دیں۔ (روزنامہ امت کراچی، ۹؍جون ۲۰۱۱ء)

مسلمان اور قادیانی کے کلمہ اور ایمان میں بنیادی فرق!

مفتی محمد زکریا

اسلام اور قادیانیت دو متضاد چیزیں ہیں، جس طرح رات کو دن اور دن کو رات نہیں کہا جاسکتا، اسی طرح اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام نہیں کہا جاسکتا، اسلام رشد و ہدایت ہے تو قادیانیت کفر، ظلمت و ضلالت ہے۔ دین اسلام جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کی راہنمائی اور ہدایت کے لئے اپنے برگزیدہ پیغمبر، سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا جو کامل اور اکمل ہے اور ہر قسم کے تغیر وتبدل سے محفوظ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ایک ایک بات دین اور اسلام ہے اور جس پر ایمان لانا اور اسے برحق ماننا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین میں سے کسی بات کا انکار کرنا یا اس میں تاویل باطل کرنا صریح کفر ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ جو بات دل کو لگی اور بھلی معلوم ہوئی اس کا اقرار کرلیا اور جو بات عقل ناقص میں نہ آئی اور من کو نہ بھائی، اس کا سرے سے انکار کردیا۔ یہ تو خدا کی بندگی نہ ہوئی بلکہ نفس اور خواہش کی پیروی ہوئی کہ جو جی میں آئے اسے مان لیا اور جو جی میں نہ آئے اسے چھوڑ دیا یا غلط قرار دے دیا۔

عام قادیانیوں کا یہی حال ہے کہ جو بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی اس کا فوراً ہی انکار کردیتے ہیں، مسلمان محقق علماء سے پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور جب ماننے پر آتے ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی جیسے شخص کو مسیح موعود، مجدد، مہدی اور نبی و رسول تک مان لیتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشاد کہ ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ قادیانیت اور قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق ہے ہی نہیں۔ قادیانیت خالص مرزا غلام احمد قادیانی کے گھر کی ایجاد کردہ ہے، جو اسلام اور مسلمانوں کی کھلم کھلا مخالفت پر مبنی ہے، دین کے نام پر بے دینی ہے اور اسلام کے نام پر کفر کی تشہیر ہے۔

جس طرح دیگر عقائد میں مسلمانوں اور قادیانیوں میں فرق ہے اسی طرح مسلمان اور قادیانی کے کلمہ اور ایمان میں بھی بنیادی فرق ہے، مثلاً مسلمان جب کلمہ پڑھتا ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جی جان سے ایمان لاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت و رسالت کا اقرار کرتا ہے۔ اس کے برعکس ایک قادیانی جب کلمہ پڑھتا ہے تو کلمہ کے مفہوم میں مرزا قادیانی کو بھی شامل کرتا ہے، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مرزا قادیانی کے روپ میں دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائے ہیں۔

اس طرح قادیانی ناواقف اور عام مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم مسلمانوں والا کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر کیوں ہیں؟ اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ایک سوال کا جواب تحریر فرمایا ہے، جسے من و عن نقل کیا جاتا ہے:

قادیانیوں سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہیں، جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے، تو پھر آپ لوگ مرزا صاحب کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟ مرزا صاحب کے صاحب زادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے اپنے رسالہ ”کلمۃ الفصل“ میں اس سوال کے دو جواب دیئے ہیں۔ ان دونوں جوابوں سے آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں کیا فرق ہے؟ اور یہ کہ قادیانی صاحبان ”محمد رسول اللہ“ کا مفہوم کیا لیتے ہیں؟

مرزا بشیر احمد صاحب کا پہلا جواب یہ ہے کہ:

”محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں، اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں، ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہاں! حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بعثت کے بعد ”محمد رسول اللہ“ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی۔

غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول

کی زیادتی کردی ہے اور بس۔“

یہ تو ہوا مسلمانوں اور قادیانی غیر مسلم اقلیت کے کلمے میں پہلا فرق! جس کا حاصل یہ ہے کہ قادیانیوں کے کلمہ کے مفہوم میں مرزا قادیانی بھی شامل ہے، اور مسلمانوں کا کلمہ اس نئے نبی کی ”زیادتی“ سے پاک ہے، اب دوسرا فرق سنئے! مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

”علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی، کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ (یعنی مرزا صاحب) خود فرماتا ہے: ”صار وجودی وجودہ“ (یعنی میرا وجود محمد رسول اللہ ہی کا وجود بن گیا ہے۔ از ناقل) نیز ”من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رائی“ (یعنی جس نے مجھ کو اور مصطفیٰ کو الگ الگ سمجھا، اس نے مجھے نہ پہچانا، نہ دیکھا۔ ناقل) اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا (نعوذ باللہ! ناقل) جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے۔

پس مسیح موعود (مرزا صاحب) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی..... فتدبروا۔“ (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد:۱۴، نمبر:۳، ۴، بابت ماہ مارچ واپریل ۱۹۱۵ء)

یہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ میں دوسرا فرق ہوا کہ مسلمانوں کے کلمہ شریف میں ”محمد رسول اللہ“ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور قادیانی جب ”محمد رسول اللہ“ کہتے ہیں تو اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد ہوتے ہیں۔

مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے جو لکھا ہے کہ: ”مرزا صاحب خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دنیا میں دوبارہ تشریف لائے ہیں“ یہ قادیانیوں کا بروزی فلسفہ ہے، جس کی مختصر سی وضاحت یہ ہے کہ ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں دو بار آنا تھا، چنانچہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور دوسری بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرزا غلام احمد کی بروزی شکل میں ... معاذ اللہ!... مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں جنم لیا۔ مرزا صاحب نے تحفہ گولڑویہ، خطبہ الہامیہ اور دیگر بہت سی کتابوں میں اس مضمون کو بار بار دہرایا ہے۔

(دیکھئے خطبہ الہامیہ ص:۱۷۱، ۱۸۰)

اس نظریہ کے مطابق قادیانی امت مرزا صاحب کو ”عین محمد“ سمجھتی ہے، اس کا عقیدہ ہے کہ نام، کام، مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے مرزا صاحب اور محمد رسول اللہ کے درمیان کوئی دوئی اور مغائرت نہیں ہے، نہ وہ دونوں علیحدہ وجود ہیں، بلکہ دونوں ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ، ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں۔ چنانچہ قادیانی... غیر مسلم اقلیت... مرزا غلام احمد کو وہ تمام اوصاف و القاب اور مرتبہ و مقام دیتی ہے جو اہل اسلام کے نزدیک صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک مرزا صاحب بعینہٖ محمد رسول اللہ، محمد مصطفیٰ ہیں، احمد مجتبیٰ ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، امام الرسل ہیں، رحمۃ للعالمین ہیں، صاحب کوثر ہیں، صاحب معراج ہیں، صاحب مقام محمود ہیں، صاحب فتح مبین ہیں، زمین وزمان اور کون ومکان صرف مرزا صاحب کی خاطر پیدا کئے گئے، وغیرہ وغیرہ۔

اسی پر بس نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر بقول ان کے مرزا صاحب کی ”بروزی بعثت“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل بعثت سے روحانیت میں اعلیٰ واکمل ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ روحانی ترقیات کی ابتداء کا زمانہ تھا اور مرزا صاحب کا زمانہ ان ترقیات کی انتہا کا، وہ صرف تائیدات اور دفع بلیات کا زمانہ تھا اور مرزا صاحب کا زمانہ برکات کا زمانہ ہے، اس وقت اسلام پہلی رات کے چاند کی مانند تھا (جس کی کوئی روشنی نہیں ہوتی) اور مرزا صاحب کا زمانہ چودھویں رات کے بدر کامل کے مشابہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین ہزار معجزات دیئے گئے تھے اور مرزا صاحب کو دس لاکھ، بلکہ دس کروڑ، بلکہ بے شمار۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہنی ارتقاء وہاں تک نہیں پہنچا جہاں تک مرزا صاحب نے ذہنی ترقی کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے وہ رموز واسرار نہیں کھلے جو مرزا صاحب پر کھلے۔

مرزا صاحب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت وبرتری کو دیکھ کر... قادیانیوں کے بقول... اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبیوں سے عہد لیا کہ وہ مرزا صاحب پر ایمان لائیں اور ان کی بیعت ونصرت کریں۔ خلاصہ یہ کہ قادیانیوں کے نزدیک نہ صرف مرزا صاحب کی شکل میں محمد رسول اللہ خود دوبارہ تشریف لائے ہیں، بلکہ مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر پیدا ہونے والا قادیانی ”محمد رسول اللہ“ اصلی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اپنی شان میں بڑھ کر ہے نعوذ باللہ! استغفر اللہ!

چنانچہ مرزا صاحب کے ایک مرید (یا قادیانی اصطلاح میں مرزا صاحب کے ”صحابی“) قاضی ظہور

الدین اکمل نے مرزا صاحب کی شان میں ایک ''نعت'' لکھی، جسے خوش خط لکھوا کر اور خوبصورت فریم ہوا کر قادیان کی ''بارگاہِ رسالت'' میں پیش کیا، مرزا صاحب اپنے نعت خواں سے بہت خوش ہوئے اور اسے بڑی دعائیں دیں۔ بعد میں وہ قصیدہ نعتیہ مرزا صاحب کے ترجمان اخبار بدر جلد:۲ نمبر:۴۳ میں شائع ہوا، وہ پرچہ راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے، اس کے چار اشعار ملاحظہ ہوں:

امام اپنا عزیزو! اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دار الاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں!
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا صاحب کا ایک اور نعت خواں، قادیان کے ''بروزی محمد رسول اللہؐ'' کو ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتا ہے:

صدی چودہویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پر وہ بدر الدجیٰ بن کے آیا
محمد ہے چارہ سازیِ امت
ہے اب ''احمد مجتبیٰ'' بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثِ ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(الفضل قادیان ۲۸؍مئی ۱۹۲۸ء)

یہ ہے قادیانیوں کا ''محمد رسول اللہ'' جس کا وہ کلمہ پڑھتے ہیں۔

چونکہ مسلمان، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخری نبی مانتے ہیں، اس لئے کسی مسلمان کی غیرت ایک لمحہ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے کسی بڑے سے بڑے شخص کو بھی منصب نبوت پر قدم رکھنے کی اجازت دی جائے۔ کجا کہ ایک ''غلام اسود'' کو۔ نعوذ باللہ! ''محمد رسول اللہ'' بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اعلیٰ و افضل بنا ڈالا جائے۔ بنا بریں قادیان کی شریعت مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ دیتی ہے، مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

''اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں، بلکہ وہی ہے۔''

''اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو، مگر دوسری بعثت (قادیان کی بروزی بعثت ...ناقل) میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے..... آپ کا انکار کفر نہ ہو۔'' (کلمۃ الفصل ص:۱۴۷)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (ص:۱۱۰)

ان کے بڑے بھائی مرزا محمود احمد قادیانی لکھتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص:۳۵)

ظاہر ہے کہ اگر قادیانی بھی اسی محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں جن کا کلمہ مسلمان پڑھتے ہیں تو قادیانی شریعت میں یہ ''کفر کا فتویٰ'' نازل نہ ہوتا، اس لئے مسلمانوں اور قادیانیوں کے کلمہ کے الفاظ گو ایک ہی ہیں مگر ان کے مفہوم میں زمین و آسمان اور کفر و ایمان کا فرق ہے۔ ☆☆

آخری نبی ﷺ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک یہودی رہتا تھا جو تجارتی کاروبار کیا کرتا تھا۔ جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے تو وہ یہودی قریش کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، کہا یک قریش سے پوچھنے لگا کہ کیا اس رات تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے؟ قریش نے کہا: ہم کو علم نہیں ہے۔ یہودی نے کہا: ''اے گروہ قریش! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کی تحقیق و تفتیش کرو، اس رات اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ احمد اس کا نام ہے، آخری نبی ہے، مہر نبوت اس کے دونوں شانوں کے درمیان میں ہے۔''

لوگ یہ سن کر مجلس سے اٹھے، تلاش کے بعد معلوم ہوا کہ اس رات عبداللہ بن عبدالمطلب کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ قریش کے لوگ اس کو لے گئے اور جا کر اس کو دکھلایا، یہودی نے جب آپ کی پشت پر مہر نبوت دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور بہت حسرت سے کہا کہ: ''اب نبوت اور کتاب بنی اسرائیل سے چلی گئی اور اہل عرب نبوت سے فائز اور کامیاب ہوئے۔'' (طبقات ابن سعد ص:۱۰۳، ج:۲)

مرسلہ: مولانا محمد اسرائیل گڑنگی

تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں

قسط:۳

مولانا حذیفہ بن غلام محمد وستانوی

جیسا کہ اس سے پہلے بھی بیان کیا کہ تقریباً دو سو دس احادیث سے ختم نبوت کا مسئلہ ثابت ہے جس میں سے اہم روایت بخاری کی ہے۔

عن ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتا فاحسنه و اجمله الا موضع لبنةٍ من زاویةٍ فجعل الناسُ یطوفون به و یعجبون له و یقولون هلا وضعت هذه اللبنةُ و انا خاتم النبیین. (رواه البخاری فی کتاب الانبیاء و مسلم: ج ۲/ ۲۴۸ فی الفضائل و احمد فی مسنده: ج ۲ ص ۳۹۸، والنسائی و الترمذی) و فی بعض الفاظه فکنتُ انا سددت موضع اللبنة و ختم بی البنیان و ختم بی الرسل هکذا فی الکنز عن ابی عساکر.

''حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اُس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پُر کیا اور مجھ سے ہی قصرِ نبوت مکمل ہوا، اور میں ہی خاتم النبیین ہوں، یا مجھ پر تمام رُسُل ختم کر دیئے گئے''۔ (ختم نبوت: ص۲۰۵ تا ۲۰۶)

اس کے بعد حضرت ابوسعید خدری حضرت جابر، حضرت ابوہریرہ، جبیر ابن مطعم، سعید ابن ابی وقاص، جابر ابن سمرہ، حضرت ثوبان، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت انس ابن مالک، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت علی، حضرت ابوذر، حضرت مالک ابن حویرث، حضرت نافع، حضرت عوف ابن مالک، حضرت حسن، حضرت عرباض ابن ساریہ، زید ابن حارثہ، عبداللہ ابن ثابت، حضرت ام کرز کعبیہ، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت ابی ابن کعب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ختم نبوت پر ۴۶ روایتیں تو صرف امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے صحیحین میں روایت کی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر، حضرت جابر ابن عبداللہ، حضرت سفینہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت بہز ابن حکیم، حضرت معاویہ بن فیدہ، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اصحاب سنن اربعہ امام نسائی ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ نے تقریباً دس حدیثیں نقل کی ہے۔

اس کے علاوہ امام احمد ابن حنبلؒ نے اپنی سند سے حضرت ابوطفیل، حضرت بریدہ، حضرت ابونضرہ، حضرت زید ابن ابی اوفیٰ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت حذیفہ بن اسید، حضرت نعمان ابن بشیر، حضرت عبداللہ ابن عمرو، حضرت عرباض ابن ساریہ سے تقریباً دس حدیثیں نقل کی ہے، یہ ۵۱ حدیثیں مستند اور صحیح ہے۔

ان مذکورہ کتابوں کے علاوہ دیگر بے شمار مستند کتابوں میں تقریباً ڈیڑھ سو احادیث ایسی ہیں جو ختم نبوت پر دلیل بنتی ہیں، جس کو امام دارمی، امام ابن عساکر، امام بغوی، امام سیوطی، امام بیہقی، امام طبرانی، امام ابونعیم، امام ابویعلی، امام علی متقی، امام ابن ابی شیبہ، امام طحاوی، امام ابن کثیر، امام ابن ابی حاتم، امام ابن مردویہ، امام دیلمی، امام ابن سعد، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابن النجار، خطیب بغدادی، امام بزار، امام ابن عدی، امام ابوداؤد طیالسی، امام ابن جریر طبری، امام ماوردی، امام رافعی، امام حاکم نیشاپوری، امام ابن الجوزی، امام عیاض نے حضرت علی، حضرت ضحاک ابن نوفل، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت انس ابن مالک، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عبداللہ ابن الزبیر، حضرت نعمان بن بشیر، یونس ابن میسرہ، حضرت خالد بن ولید، حضرت جابر ابن عبداللہ، حضرت سلمان فارسی، حضرت عائشہ، حضرت ابوالدرداء، حضرت عبداللہ ابن حارث، حضرت ابوزمل جہنی، حضرت زبیر ابن العوام، حضرت اکوع سلمہ ابن اکوع، حضرت ابوالطفیل، حضرت عمرو ابن قیس، حضرت ابوقتادہ، عبدالرحمن ابن سمرہ، حضرت محمد ابن حزم، حضرت قتادہ عصمہ ابن مالک، ابومالک اشعری، حضرت حذیفہ، حضرت ابوالفضل، حضرت عقیل ابن ابی طالب، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوقُتیلہ، حضرت حسن بن علی، حضرت مالک، حضرت اسماء بنت

عمیس، حضرت حبشی ابن جنادہ، حضرت عمرو، حضرت سہل ساعدی، عبیداللہ ابن عمر، حضرت ابوبکرہ، حضرت نعیم ابن مسعود، حضرت تمیم داری، تقریباً سو حدیثیں ایسی نقل کی ہیں جو صراحتاً ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

ان مذکورہ احادیث کے علاوہ حضرت مفتی شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ نے ۱۲۷ احادیث ایسی نقل کی ہے جو کنایۃً واشارۃً ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے بعد مفتی صاحب نے جو کلام کیا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں:

احادیث مذکورۃ الصدر سے ختم نبوت کا ثبوت:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت وشفقت جو امت مرحومہ کے ساتھ ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے، اور پھر یہ بھی مسلم ہے کہ زمانہ ماضی ومستقبل کے جتنے علوم وحالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے گئے وہ نہ کسی نبی کو حاصل ہیں اور نہ کسی فرشتہ کو۔

ان دونوں باتوں کو سمجھنے کے بعد یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے دین کے راستہ کو ایسا ہموار اور صاف بنا کر چھوڑا کہ جس میں دن ورات برابر ہو اس پر چلنے والے کو ٹھوکر لگنے یا راستہ بھولنے کا اندیشہ نہ رہے اس میں جتنے خطرات اور ہلاکت کے موقع ہوں گے وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتلا دیے ہوں گے، نیز اس راستہ کے ایسے ایسے نشانات ان کو بتلائے ہوں گے جو تمام راستہ میں ان کی رہبری کرتے رہیں۔

چنانچہ جب ہم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفتر پر نظر ڈالتے ہیں تو ثابت ہو جاتا ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امور میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے قابل اقتدا، رہنمائی پیدا ہونے والے تھے آپؐ نے اکثر کے نام لے لے کر بتلا دیا، اور امت کو ان کی پیروی کی ہدایت فرمائی، جن میں سے ''مشتے نمونہ از خروارے'' چند احادیث اوپر ذکر کی گئی ہیں آنحضرتؐ کی انتہائی شفقت ومربیانہ تعلیم اور پھر احادیث مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان بلکہ ایک منصف مزاج انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپؐ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی (اگر چہ وہ بقول مرزا ظلی یا بروزی رنگ میں ہو) اس عالم میں پیدا نہیں ہو سکتا ورنہ لازمی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے پہلے اور سب زیادہ اس نبی کا ذکر فرماتے، کیوں کہ ان سب کا اتباع امت کی نجات کا مدار نہیں ہے، اور نبی خواہ کسی قسم کا ہو جب کسی امت میں بھیجا جائے اس کی پیروی اس امت کے لئے مدار نجات ہو جاتی ہے، بغیر اس کی پیروی کے ان کے سارے عمل حبط سمجھے جاتے ہیں۔

مگر عجب تماشہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو خلفائے راشدین کے اقتداء کا حکم فرماتے ہیں، ائمہ دین اور امراء کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں، بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی (جب کہ وہ امیر بن جائے) اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں، مواقع اشتباہ واختلاع میں اہل علم واجتہاد کی تقلید کی تاکید کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور عمار بن یاسرؓ کی اقتداء کی دعوت دیتے ہیں، حضرت زبیرؓ، ابوعبیدۃ بن الجراحؓ، معاذ بن جبلؓ، عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ صحابہ کرام کے نام لے لے کر انہیں واجب التکریم اور قابل اقتدا فرماتے ہیں، اویس قرنیؒ کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تعلیم دیتے ہیں، مجددین امت کا ہر صدی پر آنا، ابدال کا ملک شام میں پیدا ہونا، اور اُن کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔

لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے کہ ہمارے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا، تم اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا، حالاں کہ ایک رؤف ورحیم نبی کا پہلا فرض یہ تھا کہ وہ آنے والے نبی کے مفصل حالات سے اپنی امت کو خوب واقف کرادے، اس کا نام، مقام، پیدائش، تاریخ، حلیہ، والدین کا نام وغیرہ بتلادے، تاکہ ان کو آنے والے نبی کی پہچان میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہے تو تمام احادیث سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر مجبور کرنے کے لیے کافی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تا قیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

یہ دو سو دس احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا راستہ بند کر دیا ہے۔

جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔ ان فی ذلک لعبرۃ لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔ (ختم نبوت ص۲۹۵،۲۹۶)

اسی لیے علامہ انور شاہ کشمیری نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

''ختم نبوت کا مسئلہ شریعت محمدی میں متواتر ہے، قرآن وحدیث سے اجماع بالفعل ہے اور یہ پہلا اجماع ہر وقت اور ہر زمانہ میں حکومت اسلامی نے اس شخص کو جس نے دعویٰ نبوت کیا سزا موت دی ہے، ایک شاعر کو صلاح الدین ایوبی نے یہ فتویٰ علماء دین کے بعد ایک شعر کہنے پر قتل کرا دیا تھا۔

کان مبدأ ھذا الدین من رجل
سعی فاصبح یدعی سید الأمم

(مج الاعشیٰ: ۳۰۵،۱۳۹)

اس شعر سے اس شخص نے نبوت کو کسبی قرار دیا کہ نبوت ریاضتوں سے حاصل ہو سکتی ہے، اس لیے اسے قتل کروا دیا۔ (احتساب قادیانیت: ج۴/ص۴۲)

اس سے آپ اندازہ لگایئے کہ یہ مسئلہ ختم نبوت کتنا حساس مسئلہ ہے۔

علامہ کشمیری قدس اللہ سرہ ''ما کان محمد'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اشخاص نبوت کے بھی خاتم ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد نبوت کا عہدہ منقطع ہوگیا ہے۔(ایضاً)

عقیدۂ ختم نبوت پر امت کا اجماع

علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ:

سب سے پہلا اجماع:

اسلام میں سب سے پہلا جو اجماع منعقد ہوا وہ اس پر تھا کہ مدعی نبوت کو بغیر اس تحقیق اور تفتیش کے کہ اس کی تاویل کیا ہے اور کیسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے؟ کفر اور ارتداد ہے سزا اس کی قتل ہے۔ صحابہ کرامؓ کے اجماع سے صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوت پر جہاد کیا گیا اور اس کو قتل کیا گیا۔ عبارت اس حدیث کی بالفاظ ذیل ہے جو ایک صفحہ تک چلی جاتی ہے۔

''مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ای فی زمنه کمسیلمة الکذاب والسود العنسی او ادعی نبوت احد بعده فانه خاتم النبیین بنص القرآن والحدیث فهذا تکذیب اللہ ورسوله صلی اللہ علیه وسلم کا لعیسویة''

جس نے دعویٰ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا۔ جیسے مسیلمہ کذاب نے اور اسود عنسی نے یا بعد کی عیسوی فرقہ نے تجویز (جائز) کیا نبوت کا کسب ریاضت سے، سب کا حکم کفر ہے۔ (بلاشبہ وہ کافر ہیں)۔

خفاجی نے شرح شفاء میں اسی قسم کا مضمون لکھا ہے۔ جو کتاب مذکورہ بالا کے حاشیہ پر ہے۔

ابن حزم لکھتے ہیں:

فکیف یستجیز مسلم ان یثبت بعده علیه السلام نبیا فی الارض حاشا ما استثناه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی الآثار المسندة الثابتة فی نزول عیسی بن مریم علیه السلام فی آخر الزمان. (کتاب الملل والنحل ص/۱۸۰ ج:۳ باب ذکر العزائم الموجبة الی الکفر)

(کیسے جائز ہے کوئی مسلمان ہو ثابت کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر زمین میں سوائے اس استثناء کے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر حدیثوں میں وہ کیا ہے نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم صاحب)۔

وہی مصنف ابن حزم اس کتاب کے ص۲۴۹ ج:۳ پر لکھتے ہیں''او ان بعد محمد صلی اللہ علیه وسلم نبیاً غیر عیسی ابن مریم فانه لا یختلف اثنان فی تکفیر بصحة قیام الحجة بکل هذا علی کل احد''

یا یہ کہ بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی ہو سوائے حضرت عیسیٰ ابن مریم کے کیوں کہ دو آدمیوں کا بھی اختلاف ایسے شخص کے کفر میں نہیں ہے یہاں تک تحقیق کے ساتھ یہ بات ثابت ہوگئی کہ ختم نبوت اپنے مشہور و معروف معنی کے ساتھ قرآن و حدیث کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے اس کا منکر تاویل وتحریف کرنے والا کافر ہے۔(احتساب قادیانیت:ج ۲/ص ۵۸تا ۶۰)

شیخ التفسیر والحدیث، محقق دوراں حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

''ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے کہ جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار ہوتے ہیں اور عہد نبوی سے لے کر آج تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم میں صریح آیات، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کا منکر قطعاً کافر مانا گیا ہے اور کوئی تاویل و تخصیص اس بارے میں قبول نہیں کی گئی۔''(احتساب قادیانیت:ج ۲/ص ۱۰)

یہاں ایک امر قابل غور ہے وہ یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس نازک وقت میں مدعی نبوت اور اس کی امت سے جہاد وقتال کو یہود اور نصاریٰ اور مشر جہاد وقتال پر مقدم سمجھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مدعی نبوت اور اس کی امت کا کفر یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کے کفر سے بڑھا ہوا ہے۔ عام کفار سے صلح ہو سکتی ہے ان سے یہ جزیہ قبول کیا جا سکتا ہے مگر مدعی نبوت سے نہ کوئی صلح ہو سکتی ہے اور نہ اس سے کوئی جزیہ قبول کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت اگر آج کل جیسے سیاسی لوگ ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیتے کہ باہمی تفرقہ مناسب نہیں۔ مسیلمہ کذاب اور اس کی امت کو ساتھ لے کر یہود اور نصاریٰ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ حضرت مولانا الشاہ سید محمد انور کشمیری قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے۔ اس لیے کہ فرعون مدعی الوہیت تھا اور الوہیت میں کوئی التباس اور اشتباہ نہیں، ادنیٰ عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص کھاتا اور پیتا اور سوتا اور جاگتا اور ضروریات انسانی میں مبتلا ہوتا ہے وہ خدا کہاں ہو سکتا ہے؟ مسیلمہ مدعی نبوت تھا اور جھوٹے نبی میں التباس بشر سے تھے اس لیے ظاہری بشریت کے اعتبار سے سچے نبی اور جھوٹے میں التباس ہو سکتا ہے اس لیے مدعی نبوت کا فتنہ مدعی الوہیت کے فتنہ سے کہیں اہم اور عظیم ہے اور ہر زمانے میں خلفاء اور سلاطین اسلام کا یہی معمول رہا کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اسی وقت اس کا سر قلم کیا۔ اہل حق نے اس فتنہ کے استیصال کے لیے جو سعی اور جدوجہد ممکن تھی اس میں دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح مدعی نبوت سے جہاد بالسیف والسنان تو ارباب حکومت کا کام ہے اور جہاد قلمی اور لسانی یہ علماء حق کا کام ہے۔ سو الحمد للہ علماء نے اس جہاد میں کوئی کوتاہی نہیں کی، تقریر اور تحریر سے ہر طرح سے مدعی نبوت کا مقابلہ کیا۔ (احتساب قادیانیت:ج ۲/ص ۱۱،۱۲)

(جاری ہے)

قادیانیوں کی سرگرمیوں کے خلاف

عظیم الشان ریلی نگر پارکر

قاری احمد علی درس، تھرپارکر

باری تعالیٰ نے دین حنیف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مکمل فرمایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے آخری دین کے طور پر پسند کیا، اسلام کے خلاف طاغوتی قوت ہر دور میں سازش کرتی رہی ہے، مگر خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو اس کے توڑ کے لئے کھڑا کر دیتے ہیں۔

۱۰ر مئی ۲۰۱۱ء کو رات ۱۲ بجے آقائے دو جہاں خاتم مرتبت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام اپنے گھر میں کمپیوٹر آن کئے ہوئے ادھر ادھر کے حالات انٹرنیٹ کے ذریعے دیکھ رہے تھے کہ یکا یک اس کے دل میں خیال آیا کہ قادیانیت کا تعاقب کیا جائے۔ چنانچہ بیس سالہ نوجوان فیض محمد کھوسہ نے یوٹیوب پر گریس کالج کو سرچ کیا اور اس طرح انہوں نے ایک گہری سازش کو بے نقاب کر دیا، جس کا قصہ کچھ یوں تھا:

عرصہ دراز سے قادیانی جماعت کے شاطر و عیار اعلیٰ عہدیداروں نے یہ بات ذہن نشین کر رکھی تھی کہ نگر پارکر تھرپارکر کا دور دراز پہاڑی علاقہ ان کے لئے ربوہ دوم کی حیثیت رکھتا ہے، جہاں مرزائیت کے علاوہ کوئی مذہب نہیں ہوگا، جماعت مرزائی نے ان کی اس فرمائش پر نگر پارکر میں طاہر ہسپتال اور گریس کمپیوٹر کالج کھول کر دیئے تاکہ جلد از جلد بھارت کی سرحد سے ملحق اس علاقہ کو قادیانی اسٹیٹ بنایا جائے، یوں تو قادیانیوں کو چناب نگر (ربوہ) سے لے کر لندن تک روایتی جلد بازی تھی کہ وہ جلد از جلد نگر پارکر کو فتح کر کے وہاں اپنا ہیڈ کوارٹر بنائیں اور بھارت و اسرائیل مدد سے ایک چھوٹی سی قادیانی ریاست قائم کر کے اپنا نام نہاد خلیفہ لے کر آئیں اور حکومت کا اعلان کریں، لیکن ان کی بدبختی کہیئے یا اللہ تبارک و تعالیٰ کی مسلمانوں کے ساتھ نصرت کہ بھائی فیض محمد کی ایک کاوش نے ان کی سالوں کی خفیہ تدبیروں کا بھانڈا پھوڑ دیا۔

گریس کمپیوٹر کالج:

قادیانیوں نے ۲۰۰۷ء میں نگر پارکر میں جہاں بڑے پیمانے پر ارتدادی سرگرمیاں شروع کیں جس میں نگر پارکر کے دیہات میں مرزاڑے بنائے گئے اور غیر مسلم ہندوؤں کو قادیانی بنایا گیا، وہاں وہ مسلمان آبادی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے گریس کمپیوٹر کالج رجسٹرڈ کروایا گیا اور چھ ماہ کا ڈپلومہ کورس اسٹارٹ ہوا، کافی نوجوان مسلمان اس نئی ٹیکنالوجی کے چکر میں قادیانیوں کے کالج میں داخل ہوئے جس میں اس وقت کے تحصیل دار اشرف علی کھوسہ جو ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں، یہ سوچ کر کہ محض ٹریننگ کالج ہے، کوئی مذہبی ادارہ نہیں انہوں نے احباب کے مشورہ کے بعد داخلہ لے لیا۔

کورس کی تکمیل پر قادیانیوں نے بڑی تقریب منعقد کی جس میں پیپلز پارٹی کے رہنما عبدالغنی کھوسہ اور تحصیل دار اشرف علی کھوسہ بھی شریک ہوئے، اسناد تقسیم ہوئیں اور دیر گئے سب گھروں کو چلے گئے۔

قادیانی شاطر جو زندگی کے ہر موڑ پر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں، ان سے جب ہائی کمان نے پوچھا کہ اتنا سرمایہ لگانے کے بعد نگر پارکر سے ان کو کیا کامیابی ملی ہے؟ تو مقامی قادیانیوں نے اس پروگرام کی ویڈیو کو مرزائی ترانہ:

دین احمد کا جو آج سالار ہے
تیر ہاتھوں میں اس کے نہ تلوار ہے
نہ ساتھ فوجوں کی یلغار ہے
ابن منصور کی ایک للکار ہے

لگا کر بھیج دیا کہ یہ سب قادیانی ہیں، جو پہلے مسلم تھے اور اسی طرح اپنی ہائی کمان کو دھوکا دے کر اپنے لئے اور بھی مراعات لندن سے حاصل کرنے کی تگ ودو میں لگ گئے۔

تقریباً دو سال بعد مئی ۲۰۱۱ء کو یہ کلپ یوٹیوب پر رکھی گئی، جسے بھائی فیض محمد کھوسہ نے جب دیکھا۔ یکا یک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے دل میں خیال پیدا کیا یہ ویڈیو دیکھنے کے بعد اس نے کچھ دیر سوچا پھر اپنے دوست تعلقہ ہسپتال کے میڈیکل افسر ڈاکٹر زیب سائند کو فون کر کے مشورہ مانگا جس نے اسے فوری طور پر ثبوت کے طور پر ڈاؤن لوڈ کر کے اپنے پاس رکھنے کا مشورہ دیا تھا، فیض محمد ی سے سرشار فیض محمد نے دیر ہونے کے باوجود اللہ کے فضل سے دو کلو میٹر کا سفر کیا اور اپنی دکان کھول کر یو ایس بی نکالی اور واپس آ کر ثبوت کو ڈاؤن لوڈ کیا۔

اگلی صبح کو قادیانیت کی کھوکھلی دیوار میں دراڑ پڑنا شروع ہوگئیں، قادیانیوں نے فی الفور یوٹیوب

سے ثبوت مٹانا شروع کر دیا، لیکن اس سے پہلے ہی ان کی سازش بے نقاب ہو گئی۔ ڈاکٹر زیب نے یہ اطمینان ہونے کے بعد کہ اب ثبوت موجود ہے، راقم کو فون پر سارا ماجرا سنا دیا۔ راقم اس وقت جمعیت علماء اسلام ضلع تھر پارکر کی مجلس شوریٰ کے اجلاس کے سلسلے میں مٹھی میں تھا، کیونکہ راقم جمعیت علماء اسلام کا ضلعی امیر بھی ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحصیل نگر پارکر کا امیر بھی، راقم نے فیض محمد اور ڈاکٹر زیب کی کاوشوں کو سراہا اور اسی وقت سفر واپسی شروع کیا۔

اگلے دن نگر پارکر کے مسلمانوں میں ویڈیو کلپ کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی۔ نگر پارکر کے مکینوں نے بدری اصحاب کی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قربانی کے لئے اپنے کو میدان میں لا کھڑا کرنے کا عزم کیا۔

نگر پارکر کے مکینوں کے بدلتے تیور دیکھ کر خود قادیانی بھی حیرت زدہ رہ گئی کہ ان کی سالہا سال کی محنت اور جھوٹی تبلیغ تو گئی کنویں میں، الٹا انہیں نگر پارکر چھوڑنا پڑے گا اور جس قادیانی اسٹیٹ کا انہوں نے مرزا مسرور کو سبز باغ دکھایا تھا وہ خواب شرمندہ تعبیر ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا۔

قادیانی شاکر نے پہلے پہل ان لڑکوں کو جوان کے کالج میں پڑھتے تھے ان کو اپنے استاد اور طالب علم کا رشتہ یاد دلایا اور اپنے روایتی طریقے استعمال کئے تاکہ معاملہ کو دبایا جا سکے، جب معاملہ ہاتھ سے نکلتا دکھائی دیا تو انہوں نے فون پر اکثر لڑکوں کو دھمکیاں بھی دیں، بعد ازاں راقم نے نگر پارکر پہنچ کر دوست و احباب سے مشورہ کیا۔

۱۰رمئی ۲۰۱۱ء کو مدرسۃ الحق وسلطہ مسجد میں ایک اجلاس بعد از نماز عصر بلایا گیا، جس میں کثیر تعداد میں شمع ختم نبوت کے پروانوں نے شرکت کی۔ شرکاء کے فیصلے کی روشنی میں ایک کمیٹی بنادی گئی، جس کی ذمہ داری راقم کے ناتواں کاندھوں پر ڈال دی گئی، کمیٹی میں دیگر احباب میں میڈیکل افسر ڈاکٹر زیب، ہیلپ این جی او کے سلطان احمد صدیقی، فیض محمد کھوسہ، اللہ وسایا کھوسہ اور سکندر راہموں شامل تھے۔ طے پایا کہ کمیٹی کے ارکان عبدالغنی کھوسہ صدر پی پی نگر پارکر، تحصیل دار اشرف علی، ایس ایچ او نگر پارکر، نوخان واپاری ایسوی ایشن اور دیگر مکاتب فکر کے علماء کرام سے ملاقاتیں کریں گے اور جمعہ ۱۳رمئی ۲۰۱۱ء کو بعد از نماز جمعہ احتجاجی ریلی نکالی جائے گی اور عام ہڑتال کی کال دی جائے۔

راقم کے ساتھ سلطان احمد صدیقی، ڈاکٹر زیب سائند اور دیگر کمیٹی کے عہدیداروں نے ایس ایچ او سے ملاقات کیا اور ان کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ فیض نبوی سے سرشار ایس ایچ او نے اپنی طرف سے ہر مدد اور رہنمائی کا یقین دلایا۔ راقم کے ساتھ کمیٹی کے ارکان عبدالغنی کھوسہ سے ان کے بنگلے پر ملے اور ان کو بھی ساری صورت حال سے آگاہ کیا، عبدالغنی کھوسہ نے بھی ہر ممکن مدد بلکہ خود ریلی میں شرکت کرنے کی حامی بھری۔

راقم اور ڈاکٹر زیب بریلوی مسلک کے حافظ محمد علی کمبو سے ملنے ان کے ہاں جامع مسجد نگر پارکر گئے، ملاقات میں کئی امور زیر بحث آئے۔ حافظ صاحب نے ریلی کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی تمام خدمات بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کرنے کا اعلان کیا اور ساتھ میں واقع موضع ڈیھ کھارک میں مقیم الحاج مولانا اللہ بخش کو بھی پیغام بھیجا کہ وہ اپنے احباب اور طلبا کے ساتھ ریلی میں شریک ہو کر کارواں کو رونق بخشیں۔

بعد ازاں راقم اور ڈاکٹر زیب شیعہ مسلک کے پیش امام روشن علی اور صدر انجمن اصغریہ کے حنیف کھوسہ سے ملے۔ ان حضرات نے دل کی گہرائیوں سے کار خیر میں تعاون کی حامی بھری۔

جمعرات کو شام سے ہی قادیانی حضرات نے اپنے آپ کو مقفل کر دیا اور مشن ہاؤس سمیت تمام ارتدادی ادارے بند کر دیے گئے۔ عدنان عامر کو ربوہ بھیج دیا گیا، کالج بند ہو گیا۔ اسی شب کو نگر پارکر کی فضا میں عجیب کیفیت کی لہر دوڑ گئی تھی۔ مدرسۃ الحق کے طلباء و اساتذہ نے منحوس قادیانیوں کے پتلے بنائے اور ان پر جوتوں کی بارش برسائی۔ نوجوانوں نے اپنے موبائل فونز میں ختم نبوت کی نعتیں ڈاؤن لوڈ کروانا شروع کیں تاکہ اگلے دن ریلی میں لاؤڈ اسپیکر پر سنائی جائیں۔ ادھر مدرسۃ الحق کے کمرے میں راقم، ڈاکٹر زیب، سلطان احمد صدیقی بڑی غور و فکر سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے کتب سے قادیانیوں کے خلاف مواد ڈھونڈ رہے تھے، رات کو فوٹو اسٹیٹ کی کاپیاں کروائیں گئیں تاکہ اگلے روز تمام شرکاء کو ایک ایک پیپر قادیانیوں کے خلاف دیا جا سکے۔ اگلے دن صبح ہی سے شہر میں ہو کا عالم تھا۔ ہڑتال پورے عروج پر تھی۔ دودھ، دہی سے لے کر کھانے پینے تک کی دکانیں بند تھیں۔

۱۳رمئی کو بعد از نماز جمعہ قادیانیت کے خلاف عظیم الشان ریلی نکالی گئی۔ ریلی اتنی بڑی تھی کہ دو گاڑیوں میں لاؤڈ اسپیکر لگوانے پڑ گئے تاکہ ایک گاڑی آگے اور ایک پیچھے چلنے والوں کے ساتھ نعرے لگائے۔ قرب و جوار کے دیہاتی مسلمان بھی فتح کے جشن میں برابر شریک رہے۔ مئی کی تپتی ہوئی دوپہر کو نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر، ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد، مرزائیت مردہ باد کے نعروں سے فضا گونج رہی تھی۔ ریلی میں موضع ڈیہہ کھارک سے مولانا اللہ بخش نے گاڑی بھر کے تشریف لائے، جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد نگر پارکر سے حافظ محمد علی کمبو کی قیادت میں زبردست نعروں کی گونج میں ریلی شروع ہوئی اور نگر پارکر میں مقامی قادیانی دس قلعوں میں بھی کانپ رہے

تھے۔ آگے ریلی کو مدرسۃ الحق و مسجد سلمہ سے راقم الحروف اور قاری اللہ راہیو نے قیادت کی اور ریلی چاروں قائدین کے زیر سایہ چل پڑی۔ اہل تشیع کے بھی بہت سے نوجوان ریلی میں شریک ہوئے۔

پہلا پڑاؤ گریس کمپیوٹر کالج تھا، جس کے سامنے زبردست نعرے بازی کی گئی، پتلے جلائے گئے، بعدازاں ریلی شہر کے مختلف بازاروں سے ہوتی ہوئی پریس کلب نگر پارک پر پہنچی، علماء کرام جن میں مولانا حاجی اللہ بخش اور راقم نے خطاب کیا۔ ختم نبوت پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی۔ قادیانیت کا قرآن وحدیث کی روشنی میں رد کیا گیا۔ بعدازاں قراردادیں منظور کی گئیں، جن میں حکومت سے قادیانیوں کو لگام دینے، امتناع قادیانیت آرڈی ننس ۱۹۸۴ء پر عمل درآمد کرنے، گریس کمپیوٹر کالج اور طاہر ہسپتال جو قادیانیوں کی فیکٹری کے کام کررہے ہیں فی الفور بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ عصر کی اذان سے پہلے ریلی پرامن طور پر راقم کی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ ☆☆

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے ہونہار طلبا میں تقریری مقابلہ

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی میں مورخہ ۲۸ رجمادی الثانی ۱۴۳۲ھ بروز بدھ بعداز نماز عشاء ''بزم ختم نبوت'' کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ''تقریری مقابلہ'' منعقد ہوا، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے کی اور درجہ کتب و حفظ کے اساتذہ کرام نے نگرانی فرمائی۔ تقریری مقابلہ میں شرکت کرنے والے ''درجہ ابتدائیہ'' سے ''درجہ رابعہ'' تک ہر کلاس سے دو دو طالب علم تھے جن کی مجموعی تعداد چودہ تھی۔

بعداز نماز عشاء جامع مسجد ختم نبوت کے اندرونی ہال میں مدرسہ ہذا کے جمیع طلبا اور مسلم کالونی کے بعض حضرات جمع ہوئے اور حضرات اساتذہ کرام اپنی اپنی نشستوں پر تشریف فرما گئے، جبکہ منصف اور ثالث عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عزیز الرحمن ثانی اور مولانا فقیر اللہ اختر مقرر ہوئے۔ ''تقریری مقابلہ'' کا آغاز تلاوت ونعت سے ہوا، اسٹیج سیکریٹری کی ذمہ داری ''درجہ رابعہ'' کے طالب علم محمد عاقب جاوید نے سنبھالی۔ تمام مقررین کا موضوع ایک ہی رکھا گیا اور وہ ''عقیدہ ختم نبوت'' تھا۔ اللہ کی عجیب شان موضوع ایک، مقررین نے ایک ہی آیت: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم۔''

اور ایک ہی حدیث پڑھی لیکن طرز تکلم و انداز گفتگو سب کا جدا جدا۔ بندہ راقم الحروف نے اندازہ لگایا کہ آپ ﷺ کی یوں تو ساری سیرت کبھی ختم نہیں ہوسکتی مگر صحیح بات یہ ہے کہ سیرت کا کوئی پہلو بھی کبھی ختم نہیں ہوسکتا، بعض طلبا نے نہایت ہی نقلی وعقلی دلائل سے اپنی اپنی تقاریر کو مدلل ومبرہن کیا۔ (اللہم زد فزد! آمین)

سن کر جی بہت ہی خوش ہوا، منصفین نے بعض طلبا کو اول، دوم، سوم قرار دیا، جن کے لئے ایک ہفتہ پہلے سے مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم نے انعام مقرر فرما رکھا تھا، اختتام پر حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے انہیں اور بقیہ شرکاء مقابلہ کو تمام اساتذہ کرام کے دست مبارک سے انعامات دلوائے۔

اول آنے والا طالب علم محمد عمران صدیقی (درجہ متوسطہ سوم) علی پور، ضلع مظفر گڑھ کو انعام میں ''لولاک نمبر' قادیانی شبہات کے جوابات جلد اول و دوم، مناظرے اور مجلس کی ٹیلیفون نمبر ڈائری دی گئی۔

دوم آنے والا طالب علم محمد شعیب (درجہ ثانویہ عامہ) چنیوٹ کا تھا، جسے انعام میں ائمہ تلبیس، رئیس قادیان، مناظرے اور ڈائری دی گئی۔

سوم آنے والا طالب علم عبدالباس (درجہ ثالثہ) لاہور کا تھا، جسے انعام میں ''لولاک نمبر، رئیس قادیان، مناظرے اور ڈائری'' دی گئی۔

اس پرکیف منظر کو دیکھ کر ہمارے مسلم کالونی کے رہائشی اور مدرسہ سے محبت کرنے والے اور تبلیغ کے لئے سرگرم عمل بھائی چوہدری محمد ظفر اقبال نے طلبا کی بہترین کارکردگی پر خوش ہوکر اول آنے والے طالب علم کو پانچ سو روپے اور دوم آنے والے طالب علم کو تین سو روپے اور سوم آنے والے طالب علم کو دو سو روپے نقد انعام دیا۔

جبکہ بقیہ شرکاء مقابلہ طلبا کو مناظرے اور ڈائری دی گئی، پروگرام کا اختتام مولانا عزیز الرحمن ثانی کی دعا پر ہوا۔

اللہ تعالیٰ ادارہ ہذا کے ان ہونہار طلبا کو اخلاص کے ساتھ مزید محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اساتذہ کرام کی محنتوں میں برکت عطا فرمائیں اور مجلس کے اکابرین و بزرگان کی سرپرستی میں کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

☆☆...............☆☆

بقیہ:...... اداریہ

عقیدہ سے پھر چکے ہیں تو ہندوستان اپنے آقاؤں کے پاس جا کر رام رام کریں۔ ان سب نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ بشیر بلور کی اسمبلی رکنیت اور پاکستانی شہریت ختم کردی جائے اور انہیں ملک بدر کر کے ہندوستان بھیج دیا جائے۔

مذکورہ بالا جذبات چند لوگوں کے ہیں، لیکن خیبر پختون بار کے اجلاس میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو مسترد کر کے بشیر بلور صاحب جس گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں، اس پر یہ نہ صرف پاکستان کے ۱۸ کروڑ عوام بلکہ دنیا بھر کے ایک ارب سے زائد ان مسلمانوں کے جذبات ہیں۔ اللہ کی بڑائی جن کے ایمان کا لازمی حصہ ہے، ان کی دل آزاری یقیناً ہوئی ہے، لہٰذا وضاحت نہیں معافی اور تجدید ایمان کی ضرورت ہے۔

گستاخی معاف! بشیر بلور ہوں یا الیاس بلور۔ غلام احمد بلور ہوں یا پھر کوئی اور بلور۔ سب کے سب تواتر سے ایسے بیانات کا اعادہ کرتے رہتے ہیں جو اسلام اور شعائر اسلام سے متصادم ہوتے ہیں۔ جبکہ ان لوگوں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی رو اور ایک ایسے مسلم شہری کی حیثیت سے اسمبلی سینیٹ ارکان اور وزراً کا حلف اٹھا رکھا ہے جو انہیں اس قسم کے بیانات دینے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا، تو پھر وزراً سے وزیر اعظم اور وزرائے اعلیٰ اور اراکین اسمبلی و سینیٹ سے چیئرمین سینیٹ اور اسپیکرز تک کوئی بھی شعائر اسلام کے خلاف ان کی ہرزہ سرائی پر جواب طلبی کی جرأت کیوں نہیں کرتا، اللہ کی وحدانیت اور اس کی بڑائی کے منکر جان رکھیں کہ چاند پر تھوکنے سے تھوک اپنے ہی منہ پر آ گرتا ہے، اللہ سے کھلی جنگ کرنے والے اپنی انتہا تک بھی پہنچ جائیں تب بھی وہ اللہ کی ابتدا تک نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ سے کم عقلوں کے لئے عقل سلیم کی دعا ہے۔ (وماتوفیقی الا باللہ)۔" (روزنامہ امت کراچی، ۲۳/جون ۲۰۱۱ء)

آخر میں ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ اس قماش کے ایسے نام نہاد سیاست دان اور حکمران اپنے آقاؤں کی محکومی، غلامی، خوشامد اور چاپلوسی میں اتنا بھی آگے نہ جائیں کہ اپنے خالق و مالک اور جبار و قہار کی بڑائی اور کبریائی کو چیلنج کرنے لگ جائیں ورنہ فرعون، ہامان، قارون اور شداد جیسے لوگوں کی کہانی اللہ تعالیٰ کو بھی دہرانی آتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

روزمرہ پیش آنے والے دینی مسائل کے عام فہم اور قرآن و حدیث کی روشنی میں آسان حل کے لئے جدید فقہی انسائیکلوپیڈیا

حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی مایہ ناز تصنیف

آپ کے مسائل اور ان کا حل (مکمل مدلل)

فقہی تحقیق و تخریج، کثیر اضافہ جات، جدید ترتیب اور بڑے سائز کی آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل

خوبصورت اور پرکشش ٹائٹل کے ساتھ چھپ چکی ہے

مدارس عربیہ کے طلبا و طالبات کے لئے بیش بہا خزانہ، علماء کرام و مفتیان عظام کی معاون و مددگار، ہر گھر کی ضرورت

عام قیمت: 5500 روپے

علاوہ ڈاک خرچ

علماء و طلبا اور مدارس کے لئے رعایتی قیمت: 2700 روپے

پیشگی منی آرڈر بھیج کر منگوا سکتے ہیں، وی پی سے معذرت خواہ ہیں

مکتبہ لدھیانوی، ۱۸/سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی

فون: 021-34130020 سیل: 0321-2115595, 0321-2115502

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4583486, 061-4783486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 363-8 اور 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ